رجسٹرڈ نمبر ایس ۳۸۹
خط و کتابت کا پتہ :- الحکم عیدگاہ روڈ - کراچی ۱۲

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم کراچی

ہفت روزہ

جلد قدیم ۵۳ - نمبر ۱۳ و ۱۴ | ۲۱/۲۸ ستمبر ۱۹۵۱ء مطابق ۱۸/۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ | جلد جدید اول - نمبر ۱۳ و ۱۴

اس شمارے میں

مضامین

منظومات

کچھ اپنی باتیں

الحکم جب اولاً جاری ہوا تھا تو بے سرو سامانی ہی اسکی انیس تھی اور وہ اپنی اس حالت ہی میں مست تھا اور کہتا تھا کہ

جب توکلت علی اللہ پہ آغاز کیا
پر نکل آئیں گے اور دیکھنا پرواز کیا

اس کی پرواز نہیں بلند پروازی کو دیکھنے والے ابھی موجود ہیں اور سلسلہ کی تاریخ گواہ ہے۔ وہ اس وقت جاری ہوا ہے تو اس انقلاب کے بعد جس نے چھوٹوں کو بڑا اور بڑوں کو چھوٹا بنا دیا۔ جن ہاتھوں میں اب اس نے جنم لیا ہے وہ کمزور اور بہت کمزور ہیں۔

ان کے خطوط سے معلوم ہوا کہ جن کو

تعاونوا علی البر والتقوی

کا سبق دیا ہے وہ تعاون نہیں کر رہے ہیں اور ہمت افزائی کے بجائے حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

میں دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ الحکم کبھی اس مقصد سے جاری نہیں کیا گیا کہ اس کو ذریعہ معاش بنانا ہے۔ اس کا مقصد بلند ہے۔ وہ زید و بکر کے لئے جاری نہیں کیا گیا اور نہ وہ انسانی بتوں کا پرستار ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ مامور کے خادم کی حیثیت سے ہمیشہ نمودار ہوا ہے۔

اس وقت بھی الحکم اُن لوگوں کے تعاون کی توقع پر جاری کیا گیا جنھوں نے حضرت امیر المومنین کے پیغام کو پڑھا اور سمجھا ہے اور اس کی عظمت و احترام ان کے دل میں ہے جس میں انھوں نے فرمایا تھا کہ

جی چاہتا ہے کہ وہ اپنی ظاہری شکل میں بھی زندہ رہے

یہ ان لوگوں کے لئے جاری کیا گیا ہے جو چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت کی یادگار کو زندہ رکھا جائے اور جو اس روحانی غذا کے طلب گار ہیں وہ مہیا کرتا رہے۔

میں اور میری نسل جب تک اللہ تعالیٰ انھیں توفیق دے گا الحکم کے پرچم کو لہراتے رہیں گے خواہ وہ مختلف انقلابوں میں سے گزرتا رہے اور خواہ سال بھر میں اس کا ایک پرچہ شائع ہو۔

پس میں صرف اور صرف اُن دوستوں کے تعاون کا طلب گار ہوں جو اس مقصد میں میرے ہم نوا ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کی اشاعت ہو۔ بزرگان سلسلہ کے حالات اور خدمات سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔

الحکم ہر قسم کی مخالفانہ جنگوں میں اگلی صف میں رہ چکا ہے اور پیچھے نہیں ہٹا لیکن اس وقت ضرورت ہے جماعت کی اخلاقی اور روحانی تربیت کی طرف توجہ ہو اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات کی اشاعت ہو

پس جو اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں یا کریں گے وہ الحکم کا ساتھ دیں گے۔ وہ ایک بھی ہو تو میں اسے بہت بڑی جماعت سمجھوں گا۔ وباللہ التوفیق

عرفانی الکبیر

ضروری اطلاع

وہ احباب کرام جن کے پاس الحکم تاریخ اجراء سے پہنچ رہا ہے اور ابھی تک انھوں نے چندہ ادا نہیں کیا ان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ چندہ کی وصولی کے لئے وی پی جاری کئے جا رہے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وی پی وصول فرما کر الحکم سے تعاون فرماویں۔ واضح رہے کہ وی پی میں عموماً پرانا پرچہ ارسال کیا جاتا ہے۔ بعض احباب نے وی پی امانت میں رکھوا دیئے تھے اور پھر کسی وجہ سے وہ وصول نہیں فرما سکے انھیں بھی دوبارہ وی پی کئے جا رہے ہیں۔ براہ کرم وی پی اولین فرصت میں وصول فرما کر شکر گذار فرمائیں۔ (مینیجر)

معذرت

ہمیں افسوس ہے کہ الحکم کا یہ پرچہ تاخیر کے پیش نظر ۱۲ صفحات اور بغیر تصاویر کے شائع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ پرچہ حسب معمول شائع ہوگا۔ مینیجر

قیمت فی پرچہ ــــــ تین آنے
برائے پاکستان سالانہ چندہ دس روپے۔ برائے ہندستان سالانہ چندہ - تیرہ روپے آٹھ آنے

حقائق و معارف

کائنات میں انسانی مقام (نمبر ۲)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

(۴)

قرآن کریم نے انسانی مقام کی تفسیر مختلف صورتوں میں اور مختلف پہلوؤں سے کی ہے کبھی اس کی پیدائش کی غرض بیان کی تو فرمایا ہم نے اسے اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس میں عبودیت کا حقیقی رنگ پیدا ہو۔ وہ اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ وہ کلیتہً خدا کا ہو جائے اس کا اٹھنا بیٹھنا اس کی ہر حرکت و سکون اللہ کے لئے ہو اس کی محبت اور اس کا بغض اپنے نفس کے جذبات کے تحت نہ ہو بلکہ اس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہو اس کے تمام جذبات اور اس کی ساری قوتیں اسی ایک مرکز پر گردش کریں اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تا اسکی غایت زندگی کا عملی ظہور ہو۔ اس حقیقت کو قرآن مجید نے مختلف پیرایوں میں ظاہر کیا ہے کبھی اس کا نام صبغۃ اللہ رکھا اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جانا۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جس کو میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے مظہر بن جاؤ اور کہیں اس کیفیت کو عبودیت کا نام دیا اور پھر ایک جامع نام المسلم کا دیا چنانچہ فرمایا

وسمٰکم المسلمین تمہارا نام مسلم رکھا۔

غرض قرآن کریم مختلف حیثیتوں سے انسان کے مقام کا اظہار کرتا ہے لیکن ان تمام حیثیتوں کو یکجائی نظر سے دیکھتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ کائنات میں انسان کا مقام بہت بلند ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ساری کائنات کا وجود انسان ہی کے لئے ہے۔

(۵)

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ قرآن مجید ہی نے انسان کیلئے کہا ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور ان میں سے ہر ایک بلا غرض گذاشت تمہاری خدمت میں لگا ہوا ہے۔ پھر قرآن مجید نے ہی اس راز کو کھولا کہ انسان دنیا میں خلیفۃ اللہ کی ممتاز اور مرتفع حیثیت سے آیا ہے۔

دنیا میں اس عقیدہ کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انسان جب دنیا میں آتا ہے تو وہ گناہ آلود ہوتا ہے اور یہ گناہ اس کی فطرت میں موجود ہے حالانکہ یہ بات نہایت غیر معقول اور مضحکہ خیز ہے گناہ ایسی چیز نہیں جو فطرت میں پائی جاتی ہو فطرۃ کو معصوم قرآن مجید نے بتایا کہ انسانی فطرۃ تو وہی ہے جو فطرۃ اللہ ہے چنانچہ فرمایا **فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا** (سورۃ روم پارہ ۲۱ رکوع ۴ آیت ۳۱) فطرۃ اللہ وہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اس میں صاف بتا دیا ہے کہ انسان پیدائش کے ساتھ گناہ کی آلودگی لے کر نہیں آتا بلکہ بالکل پاک اور معصوم ہوتا ہے اس ساری آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دین القیم یہی ہے اس کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ ماحول کے اثرات وغیرہ اس پاک [illegible] کو چھپا دیتے ہیں یا کسی اور رنگ میں ڈھال دیتے ہیں۔ غرض یہ حقیقت ہے جن کو مذہبی رنگ دیا جاوے وہ دنیا میں گناہ کے سیلاب کو پیدا کرتے ہیں اور پاکبازی اور نیکوکاری کی قوتوں کو دبا دیتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے اس عقیدے کی مختلف رنگوں میں تردید کی اور بتایا۔

"انسان فطرۃً ایک پاکیزہ فطرت لے کر آتا ہے اس کے بالمقابل ایک اور گروہ ہے جو سائنسدانوں یا فلسفیوں کا گروہ ہے انہوں نے کہا کہ انسان بندر سے ترقی کر کے انسان بنا ہے اور اس کو وہ ارتقائی صورت بتاتے ہیں"

میں نے وفادار کی کسی اشاعت میں مسئلہ ارتقاء پر اس باب حقائق و معارف میں بحث کی ہے۔ اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث نہیں بلکہ ضمناً اس کا ذکر آ گیا ہے۔

قرآن مجید نے انسان کے مقام کی رفعت کا اظہار نہایت لطیف پیرایہ میں کر کے ان دونوں خیالات کو رد کر دیا اور فرمایا **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** بیشک ہم نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا ہے اس میں اشارہ کر دیا ہے کہ انسان کہ انسان فطرتی گناہ لے کر نہیں آتا۔

مجھے افسوس ہے کہ یہ خیال ایک ایسی جماعت کا ہے جو مذہبی جماعت کہلاتی ہے یعنی عیسائی انہوں نے اس غلط عقیدہ کی بنیاد پر ایک اور عقیدہ قائم کیا ہے انسان گناہ سے بچ ہی نہیں سکتا اور شریعت پر عمل نہیں کر سکتا اس لئے وہ شریعت کو لعنت کہتے ہیں۔

یہ خیالات نہایت مذموم اور غلط ہیں اس قسم کے خیالات انکی بناوٹ میں اس ارتقاء کا محتاج نہیں جو تم سمجھے ہوئے ہو کہ وہ بندر سے انسان بن گیا نہیں انسان انسان ہی پیدا ہوا ہے اور اس کی خلق احسن تقویم ہے۔

(۶)

یہ آیت انسان کے اس مقام کا اظہار نہایت خوبی سے کرتی ہے جو اسے کائنات میں حاصل ہے اس کا مفہوم صاف ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کی صنعت خالقیت کا بہترین اور کامل نمونہ انسان ہے۔

اس آیت کے الفاظ کے مدنظر مختلف قسم کی توجیہات کی جاتی ہیں۔ لیکن ان سب توجیہات و تفسیرات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی خلق کے متعلق ہی یہ فرمایا کہ وہ احسن تقویم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس صفت تقویم کا کمال انسانی خلق میں ظاہر کیا ہے تو اس میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ ساری کائنات میں افضل ہے اس آیت پر جو غور کرے

انسان غور کرے گا۔ اس پر یہ راز کھلتا جائے گا کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے بعض ایسی قوتیں رکھی ہیں کہ دوسری مخلوقات میں وہ قوتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔

یہ مضمون بڑا علمی مضمون ہے اور میں اس امر کو تحدیث نعمت کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ میں جب قرآن کریم کے متعلق کچھ لکھتا یا بولتا ہوں تو اس کے حقائق و معارف کے سلسلہ میں عجیب عجیب قسم کے مضامین چلے آتے ہیں یہ انسان کی علمی اور ذہنی قوتوں کے کمال کی بھی مظہر ہے اسی لئے آدم علیہ السلام کے متعلق جب ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں **وعلّم آدم الاسماء کلھا** تو سمجھ میں آتا ہے کہ انسانی خلق کو جو احسن تقویم کہا گیا ہے اس میں وہ تمام استعدادیں بدرجہ کمال موجود ہیں جو اسکی ذہنی اور علمی ترقیات کے علوم و وسائل کو اخذ کر سکیں۔ نہ صرف اخذ کر سکیں بلکہ ان کو عملی صورت دے سکیں اب انسان کی ان تمام مساعی اور علمی اکتشافات پر نظر کرو کہ وہ کس طرح کائنات میں منتشر اشیاء و اجزاء سے کیا کچھ بناتا اور نکالتا ہے۔ وہ خواص الاشیاء معلوم کر کے مختلف اشیاء کے امتزاج سے نئی چیزیں نئے اثرات کیا تھ پیدا کرتا ہے علم کیمیا (کیمسٹری) کے اکتشافات اور معجزات کو دیکھو اور ان پر غور کرو اور ایک نئی دنیا تمہارے سامنے آ جائے گی۔ یہ انہا چیزیں کائنات کی جنہیں ہم بے معنی سمجھے ہوئے تھے وہ اپنے عجیب و غریب خواص لے کر ظاہر ہو گئی ہیں اور یہ اشارہ تو خود قرآن مجید کرتا تھا جب اس نے بتایا تھا **ربنا ما خلقت ھذا باطلا**۔ اے ہمارے رب تو نے انکو باطل بے معنی اور لغو نہیں بنایا۔

اور یہ اس دعا کے الفاظ ہیں جو اولوالالباب کی دعا ہے اس سے دماغی تربیت اور ذہنی قوتوں کے ظہور و بروز کی طرف توجہ دلائی ہے۔

دنیا میں جو لوگ اپنی ذہنی اور دماغی قوتوں کو نشوونما دیتے ہیں ان پر اس مادی دنیا کے اسرار منکشف ہوتے ہیں قرآن مجید دماغی صلاحیتوں اور ذہنی قوتوں کو بیکار اور معطل کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ انکی تربیت بھی کرتا ہے ہاں اس کا طرز امتیاز یہ ہے کہ ان صلاحیتوں کو ترقی دینے سے وہ روکتا نہیں۔ بلکہ انہیں روحانیت کے تحت لے جانا چاہتا ہے تاکہ جب ان دماغی کاوشوں کے عجائبات ظاہر ہوں تو وہ اپنی قوتوں پر انحصار کر کے خدا سے دور نہ چلا جاوے بلکہ خدا کے قرب کی طرف دور تک رسائی حاصل کرے وہ ان مادی اشیاء کی خلق اور ان کے خواص اور اثرات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کی عجیب در عجیب قدرتوں اور قوتوں پر اپنے ایمان کو زندہ اور قوی کریگا کہ دنیا کا کوئی سائنس دان (کوئی عقلمند) ان خواص کو انہیں پیدا نہیں کر سکتے مثلاً گلاب کے پھول کو لو۔

اس میں خوشبو اور اس کی تاثیرات مختلف صورتوں سے جو پیدا ہوتی ہیں۔ کیا کسی انسان میں طاقت ہے کہ اسکو کسی طرح پیدا کر سکے؟ ہرگز نہیں۔

پس ایک مومن انسان اپنی علمی اور دماغی جستجو میں اللہ ہی کی طرف بڑھے گا۔ اور جھکے گا۔ اور بے اختیار ہو کر پکارے گا۔

ربنا ما خلقت ھذا باطلا

میں نے کہا ہے کہ اولوالالباب کی دعا کے الفاظ ہیں اور اولوالالباب قرآن کریم نے ان لوگوں کو کہا ہے جو اٹھتے بیٹھتے اور پہلو بدلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ تخلیق عالم میں فکر کرتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے اعمال سے ان میں ذکر اور فکر کی قوتوں میں ترقی ہوتی ہے اور ان دونوں قوتوں سے صحیح کام لینے والا ان کے عذاب نار سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم انسان کی ذہنی اور دماغی قوتوں کی تربیت کے ساتھ وہ ایسی راہ ہدایت پیش کرتا ہے کہ ایک سائنس دان گمراہ نہ ہو سکے بلکہ جس قدر وہ ان قوتوں کی تربیت کرے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ کے قریب کی راہ پر چلتا جاوے۔ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے جو کسی وقت اللہ تعالیٰ نے چاہا تو حقائق و معارف کے باب میں آ جائے گا۔ یہ ذکر ضمناً آ رہا ہے [illegible] تو یہ ہے کہ۔

کائنات میں انسانی مقام کیا ہے؟

(باقی آئندہ)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

ہے اک تری تصویر جو مٹتے نہیں مٹتی

نوٹ:۔ اردو میں عام طور پر مٹائے نہیں مٹتی بولا جاتا ہے وہاں یہ مراد ہوتی ہے کہ انسان مٹانا چاہتا ہے مگر مٹانہیں سکتا اس کے برخلاف ایک نقش ایسا ہوتا ہے کہ کوئی خود تو اسے مٹانا نہیں چاہتا لیکن مرور زمانہ سے وہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ چونکہ میں نے اسی مضمون کو لیا ہے اس لئے بجائے مٹائے نہیں مٹتی کے مٹتے نہیں مٹتی استعمال کیا ہے جاہل ادیبوں کے نزدیک یہ ایک ناجائز تصرف معلوم ہوگا مگر واقفوں کے نزدیک مفید اضافہ (۲۸ جولائی ۱۹۵۱ء)

یہ کیسی ہے تقدیر جو مٹتے نہیں مٹتی
پتھر کی ہے تحریر جو مٹتے نہیں مٹتی

سب اور تصور تو مرے دل سے مٹے ہیں
ہے ایک تری تصویر جو مٹتے نہیں مٹتی

اب تک ہے مرے قلب کے ہر گوشہ میں موجود
ان لفظوں کی تاثیر جو مٹتے نہیں مٹتی

کس زور سے کعبہ میں کہی تم نے مری جاں
اک گونجتی تکبیر جو مٹتے نہیں مٹتی

انسان کی تدبیر پہ غالب ہے ہمیشہ
اللہ کی تدبیر جو مٹتے نہیں مٹتی

ڈلہوزی و شملہ کی تو ہے یاد ہوئی محو
ہے خواہش کشمیر جو مٹتے نہیں مٹتی

اسلام کو ہے نور ملا نورِ خدا سے
ہے ایسی یہ تنویر جو مٹتے نہیں مٹتی

کُن کہہ کے نیا باب بلاغت کا ہے کھولا
ہے چھوٹی سی تقریر جو مٹتے نہیں مٹتی

(الفضل)

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

(۱)

میراث پدر و ورثۂ انبیاءؑ

۱۸۷۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کسی قسم کا دعویٰ نہ تھا۔ آپ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے اور صداقت اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مضامین لکھتے رہتے۔ اس زمانہ میں خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب مرحومین کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک فاضل اور دیندار استاد کی تلاش تھی چنانچہ اس خدمت کے لئے مولوی الہ دتا صاحب مرحوم ساکن لودی ننگل والد ماجد حضرت مولوی نور احمد صاحبؓ کو مقرر کیا گیا۔ مولوی صاحب موصوف کا تقرر مرزا اہتاب بیگ صاحب مرحوم ساکن لنگروال کے ذریعہ ہوا تھا۔ حضرت مولوی فضل احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت و اخلاص تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان کے علم و فضل و تقویٰ کے لحاظ سے ان سے محبت کرتے تھے ان کے ایام اقامت قادیان کا واقعہ ہے کہ ایک مسن آدمی نے جو ابھی عمر سو سال کے قریب تباتا تھا بیان کیا کہ الکبیر تبہ چوہدری ضیاء اللہ صاحب مرحوم ساکن یاروال (جو نومسلم تھے) اپنی اراضی کے معاملات کے سلسلہ میں جناب مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی خدمت میں بغرض استمداد آیا کرتے تھے اور حضرت مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم مغفور کی بھی ان پر نظر عنایت تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں جو اس وقت حضرت مرزا غلام احمد (فداہ ابی و امی) تھے ایک پیغام دیکر بھجوایا۔ اور وہ پیغام یہ تھا:۔

میراث پدر خواہی علم پدر آموز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ پیغام سنا تو آپ اس پیغام کی پوری حقیقت سے باخبر ہوگئے آپ نے نہایت سادگی اور بشاشت سے فرمایا

مجھے انبیاء علیہم السلام کا ورثہ بس ہے

غور کرو یہ زمانہ وہ تھا جب آپ پبلک میں معروف نہ تھے آپ کے گرد کوئی حلقہ خدام نہ تھا۔ اس وقت ایسے موقعہ پر کہ حضرت والد محترم آپ کو دنیا کے معاملات اور جائداد کے جھگڑوں میں لگانا چاہتے تھے۔ آپ نے جدی جائداد کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے جس چیز کو پسند اور اپنے لئے کافی یقین کیا وہ ورثۂ انبیاءؑ تھا۔ اور اس کے ایک لمبے زمانہ کے بعد خدا تعالیٰ کی مشیت نے ثابت کر دکھایا۔ کہ:۔

آپ ورثۂ انبیاء کے حقیقی وارث تھے

نوٹ (از عرفانی الکبیر)

(۱) مرزا اہتاب بیگ صاحب مرحوم کو میں نے دیکھا ہے بڑا لمبا قد اور لمبی ڈاڑھی وجیہ چہرہ مرزا صاحب کی بہن حضرت اقدس کی بھی بہن تھیں اور جب حضرت اقدس ایک مرتبہ سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم وغیرہ کے ہمراہ جموں چلے گئے تھے (اس سفر کا ذکر حیات احمد میں ہے) تو یہی مرزا اہتاب بیگ اس قافلہ کو لانے کے لئے گئے تھے۔ مرزا اہتاب بیگ مرحوم کی اولاد میں مرزا دین محمد صاحب مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور نہایت اخلاص اور جوش سے سلسلہ کی خدمت کرتے تھے وہ اوائل عمر ہی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت واقف ہوئے جب آپ کا کوئی دعویٰ نہ تھا اور آپ مخفی گزیدہ تھے۔

(۲) حضرت مولوی نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ ایک مشہور عالم تھے پہلے اہل حدیث تھے متقی اور صاف باطن بزرگ تھے اور جناب مولوی الہ دتا صاحب مرحوم نے حضرت اقدس علیہ السلام کو فارسی منظوم مکتوب سلسلہ حیات النبی پر لکھا جس کا جواب آپ نے منظوم دیا میں حیات احمد کے صفحہ ۶۰ پر اسے درج کرچکا ہوں۔ اس خط کے پڑھنے سے اس محبت و عشق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے آقا و محسن حضرت نبی کریم سے تھی ——— (عرفانی الکبیر)

(۳)

خسیس دنیا کیلئے خدا کی درگاہ کی ہتک گوارا نہیں

حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ بارہا فرمایا کرتے کہ میں نے بارہا اپنے محبوب مرشد سید الاولیاء عیسیٰ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ہم اس پر قادر نہیں ہیں کہ ایسی تقریریں کریں اور ایسی تحریریں شائع کریں۔ کہ لوگوں کی مصلحت صلح کل کے ڈھانچہ میں ڈھلی ہوئی ہوں۔ اور سب قومیں علی الاختلاف المشارب خوش ہو جائیں اور حکام اور رعایا میں سے کسی کو کبھی بھی ان پر نکتہ چینی کا موقع نہ مل سکے۔ مگر

اس خسیس دنیا کو خوش کرکے اپنے خدا کی ہتک کرنے کی طاقت ہم کہاں رکھ سکتے ہیں۔

ایک عقلمند اور خدا ترس دل رکھنے والا انسان آپ کے اس ارشاد پر غور کرے اگر دنیا کو خوش کرنا مقصود ہوتا تو آپ ہر قسم کے لوگوں میں اپنی قوت تقریر و تحریر اور اپنے پاکیزہ عمل اور ان برکات و ثمرات کے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے آپکو دیئے مقبول اور ممتاز ہو سکتے تھے لیکن آپ نے

خدا کی رضا کو مقدم کیا

اور صاف الفاظ میں لوگوں کو بتایا کہ ؎

حکم است زآسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آں را کجا برم

اس پیغام ربانی کے پہنچانے میں آپ کو کس قسم کے آلام اور مصائب میں سے گذرنا پڑا۔ وہ ایک دردناک اور طویل داستان ہے مگر اس منصب ماموریت کے فرائض کے سرانجام دینے میں ان تمام زہرہ گداز تکالیف کو بخوشی قبول کیا اور اس مسرت کے لہجہ میں بھی کہا۔

پائیداری بایہ میں خوش مے روم تاپائیدار

"یہ ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کرے گا۔ جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۶)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱)

دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں

دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقاید کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔

انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم ہر ایک بدعملی و ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔" (اربعین)

(۲)

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں

اس حسین کو ایک دفعہ ملنا ہمیشہ کی زندگی سے بہتر ہے مجھے اس کے حسن کا علم ہے اس لئے اوروں نے تو صرف دل دیا ہے میں اپنی جان بھی قربان کرتا ہوں۔ اس کی صورت کی یاد ہر وقت بے خود کرتی ہے اور اس کی محبت کی شراب مجھے ہر آن مست رکھتی ہے اگر میرے پر ہوتے تو میں اڑ کر اس کی گلی میں پہنچتا . . . ."

(۳)

دریائے غموم سے نجات کا طریق

استغفار اور تضرع اور توبہ بہت ہی عمدہ چیز ہے اور بغیر اس کے سب تدبیریں ہیچ اور بے سود ہیں۔ اپنے مولیٰ پر قوی امید رکھو اور اس کی ذات بابرکات کو سب سے زیادہ پیارا بناؤ کہ وہ اپنے قوی الیقین بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور اپنے پیچھے رجوع لانے والوں کو دریائے غموم میں نہیں چھوڑتا۔ رات کے آخری پہر میں اٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجا لاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو:۔

اے میرے محسن اور اے میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پر معصیت اور پر غفلت ہوں تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا۔ اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا سو اب بھی مجھ نالائق اور پر گناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین

مگر مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولیٰ کے انعام و اکرام کا اعتراف کرے کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہیں۔ جوش دلی چاہئے اور رقت اور گریہ بھی۔

یہ دعا معمولات اس عاجز سے ہے اور حقیقت اس عاجز کے مطابق حال ہے۔"

مکتوبات بنام
حضرت خلیفۃ المسیح اول صفحہ ۲

(۴)

دنیا داروں اور منافقوں سے بیزاری

خدا تعالیٰ اس بات پر گواہ ہے کہ مجھے دنیا داروں اور منافقوں کی ملاقات سے اس قدر بیزاری اور نفرت ہے جیسا کہ نجاست سے میرے لئے ایک سلطان کافی ہے جو آسمان اور زمین کا حقیقی بادشاہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں قبل اس کے کہ کسی دوسرے کی طرف مجھے حاجت پڑے اس عالم سے گذر جاؤں آسمان کی بادشاہت کے آگے دنیا کی بادشاہت اسقدر بھی مرتبہ نہیں رکھتی جیسے آفتاب کے مقابل پر ایک کیڑا مرا ہوا۔"

پھر فانی اور جھوٹی بادشاہی کی عظمت دل میں کیونکر بیٹھ سکے جو اس نیک مقتدر کو پہچانتا ہوں تو اب میری روح اسکو چھوڑ کر کہاں اور کدھر جائے۔ یہ روح تو ہر وقت یہی جوش مار رہی ہے کہ اے شاہ ذوالجلال ابدی سلطنت کے مالک سب ملک اور ملکوت تیرے لئے ہی مسلم ہے تیرے سوا سب عاجز بندے ہیں۔ بلکہ کچھ بھی نہیں ؎

آنکس کہ بتو رسد شہاں راچہ کند
با فر تو فر خسرواں راچہ کند
چوں بندہ شناخت بداں عز و جلال
بعد از تو جلال دیگراں راچہ کند

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۴۲ و صفحہ ۱۴۳)

(۵)

تاریکی و ظلمت میں پرورش پانے والے منحوس کیڑے

"وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا اور پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے نہ انکی نظر پاک ہے۔ نہ ان کا دل پاک ہے اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی ہی میں پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور حقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور وہ درحقیقت پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرام کاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہولے۔ میں اس شخص کو اس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں سڑے گلے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ...

مکتوبات صافی (نمبر۴)

گذشتہ صحبتوں کی یاد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصر سعادت کی یاد آنکھوں میں آنسو اور دل میں درد پیدا کئے بغیر نہیں رہتی کس پیار اور عظمت اور محبت و شفقت کے جذبات سے لبریز دل لے کر آپ اپنے خدام میں بیٹھتے آپ کے کلام کو سننے کیلئے کس جوق اور ذوق کیساتھ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ان کیفیتوں کو کوئی قلم آپکے وصال کے ۴۴ برس بعد کیا بیان کریگا اس وقت بھی قلم میں یہ طاقت نہ تھی صبح کی سیر اور شام کے دربار میں وہ گوہر آبدار حقائق و معارف کے لٹتے تھے کہ حاضرین شوق اور ارادت کی آنکھوں سے انہیں لیتے اور پھر بھی خواہش باقی رہتی ۱۹۰۰ء کے ستمبر میں خطبہ الہامیہ تیار ہو رہا تھا اس تقریب سے اور بعض اور اسباب پیدا ہو گئے تھے عجیب عجیب نکات بیان ہوتے تھے حضرت مخدوم الملۃ نے یکم اکتوبر کو سیالکوٹ ایک خط لکھا جو میں نیچے درج کرتا ہوں اس سے عہد سعادت کی مجلس کا ایک مختصر سا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔

(خاکسار عرفانی)

میر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ'

جس طرز کا رنگ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت نے اختیار کر رکھا ہے اس نے قلم کو بیکار کر دیا ہے صبح اور شام بڑی گفتگو اور عجائب نکات پر ہوتی ہے چودھری مولیٰ بخش صاحب بڑی لذت سے بیٹھے ہوتے ہیں اور تعطیلات کے اختتام سے پہلے نکلنا ہی نہیں چاہتے رات بڑی زور و شور سے یہ گفتگو تھی کہ مسیح کی ولادت گرچہ عجیب تھی مگر وہ ایک جنس خمیر اور نمونہ تھی میری پیدائش یعنی بعثت اس سے ہزارہا درجہ زیادہ عجیب ہے بموجب پیشگوئی ایک ہزار سال کی موت کے بعد خدا نے مجھے پیدا کیا (یہ بڑا دراز مضمون ہے) کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ تین سو سال تک میرا دور ہے اور پھر ہزار سال تک فیج اعوج ہے اور پھر چودہویں صدی میں مسیح موعود کا وقت ہے اور آپ نے دو ہی زمانوں کو پسند فرمایا ہے اپنے زمانہ کو اور آخری زمانہ کو اور بڑی آنشرح سے فرمائی کہ مسیح سے لیکر خیر القرون تک ایک ہزار سال ہوتے ہیں بموجب پیشگوئی مکاشفات اور دیگر انبیاء علیہ السلام کے اتنی برس تک یعنی ہزار سال تک شیطان قید رہا اور پھر ہزار سال تک خیر القرون سے تیرھویں صدی تک چھوٹا رہا اور اب مسیح موعود کا زمانہ اسکی موت اور ہلاکت کا زمانہ ہے پھر فرمایا رات کو الہام ہوا کہ فریسین مسلط نہ کئے جائیں گے کہ اسے (مسیح موعود) ہلاک کریں فرمایا فریسین سے مراد پوشیدہ شعبدہ باز ہیں اس پر بڑی دراز گفتگو فرمائی غرض قرآنی حقایق کا جواب انکشاف ہو رہا ہے عاجز عبدالکریم

۲۰ ستمبر ۱۹۰۰ء کی رات کو حضرت ام المومنین علیہا السلام نے ۱۲ بجے کے قریب ایک رویا دیکھی اور آپ نے حضرت اقدس کو اسی وقت اس رویا سے اطلاع دی اور وہ یوں ہے:۔ عیسٰی کا مسئلہ حل ہو گیا خدا کہتا ہے میں جب عیسٰی کو مارتا ہوں تو بوڑھی کھینچ لیتا ہوں۔ اس کے معنے حضرت ام المومنین کے دل میں یہ ڈالے گئے کہ عیسٰی کی وفات و حیات میں انسان کا دخل نہیں یہ تو رویا کا مضمون ہے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس پر میں نے توجہ کی تو یہ القا ہوا کہ حقیقت میں ہزار سال موت کے بعد جواب احیا ہوا ہے کہ اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں جیسے خود نفس مسیح کو بن باپ کے پیدا کیا تھا ایسا ہی مسیح موعود کو بلا واسطہ کسی استاد یا مرشد روحانی زندگی عطا فرمائی استاد بھی حقیقت میں باپ ہی ہوتا ہے بلکہ حقیقی باپ خدا ہی ہوتا ہے افلاطون کہتا ہے کہ باپ تو روح کو زمین پر لاتا ہے اور استاد زمین سے آسمان پر پہونچاتا ہے غرض جیسے مسیح بن باپ پیدا ہوا اور اس کی اس حیات میں کسی انسان کا دخل نہ تھا ویسے ہی یہاں بدوں کسی استاد یا مرشد کے خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور فیض سے روحانی زندگی عطا کی۔

پھر میں نے موت کے متعلق جب توجہ کی تو ذرا سی غنودگی کے بعد الہام ہوا ہوا فریسین مسلط نہیں کئے جائیں گے کہ اسکو ہلاک کریں فریسین کے متعلق میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ جن کے اسرار مخفی ہوں۔

بوڑھی کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ ارواح کا نزول آسمان ہی سے اور صعود بھی آسمان ہی پر ہوتا ہے۔

غرض یہ کیسی لطیف بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسمیں عظیم الشان بشارت اور پیشگوئی رکھدی ہے۔ لوگ ہمارے قتل کے ارادے کریں گے۔ مگر خدا تعالیٰ انکو ہم پر مسلط نہیں کریگا۔

نوٹ:۔ چودھری مولیٰ بخش صاحب رضی اللہ عنہ جماعت سیالکوٹ کے ایک نہایت مخلص اور عملی احمدی تھے انکے متعلق ارشد ذکر شائع ہو چکا ہے۔ میں جنکے علمی مضامین کسی زمانہ میں ریویو میں شائع ہوتے تھے اور اب شاید وہ بوڑھے ہو گئے ہیں یاد ہو مجھے ہیں کہ ان کے سنے کوئی نیا مضمون باقی نہیں۔

حضرت چودھری مولیٰ بخش رضی اللہ عنہ کے متعلق میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور حضرت نواب محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی ذکر کیا ہے عہد جاہلیت میں وہ بڑے ناؤ نوش اور آزاد منش تھے اور اپنے عہدہ کے لحاظ سے اکثر زمیندار سے ناجائز طور پر آمد حاصل کرتے لیکن احمدی ہونے کے بعد انہوں نے یہ نمونہ دکھایا کہ وہ بدرجہ ہا کر جن لوگوں سے کبھی رشوت لی تھی اس سے زیادہ باصرار انکو دیا۔ یہ تھا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی کا اثر عید فنڈ کے محرک بھی وہی تھے اور سالانہ جلسہ پر نذرانہ کی تحریک بھی علاً ان کے ذریعہ جماعت سیالکوٹ نے کی تھی۔

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے منصوبے مختلف اوقات میں مختلف رنگوں میں کئے گئے براہین احمدیہ کی تصنیف کے ایام ہی میں آپکو واللہ یعصمک من الناس کا الہام ہوا تھا حالانکہ اسوقت تو آپ کو ایک قبولیت حاصل تھی۔ مسیح موعود کے دعویٰ کے بعد علماء سوا نے آپ کے قتل کا فتویٰ دیا۔ اور کئی لوگوں نے اپنی خدمات کو اس غرض کے لئے پیش کیا مکرم مولوی عمر الدین صاحب جالندھری جو آجکل بمبئی میں رہتے ہیں اور لاہور سے تعلق رکھتے ہیں وہ یہ عزم کرکے آئے تھے کہ آپکو قتل کروں گا۔

مگر آپ ہی کا شہید حق ہو گیا۔ میں ذاتی طور پر علم رکھتا ہوں کہ پنجاب کے ایک پیر صاحب نے دو آدمیوں کو قادیان اس غرض سے بھیجا تھا اور ان کا ایک خط پکڑا گیا جو انہوں نے پیر صاحب کو لکھا تھا جس میں اس مقصد میں ناکام رہنے پر بحث تھی۔ بیت الفکر کی مغربی کھڑکی میں اور بعض دوسری کھڑکیوں میں آہنی سلاخیں اسی وقت لگوائی گئی تھیں۔

پھر آپ کے خلاف مارٹن کلارک کے قتل کے اقدام کی سازش کا جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا اور لیکھرام کے قتل پر بھی ایسی کوشش ہوئی مگر اللہ تعالیٰ کے وعدے کے موافق یہ تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور حق کا بول بالا ہوا۔

(عرفانی الکبیر)

بقیہ۔ تمام موقعوں میں نہ صرف میں نے بلکہ سینکڑوں انسانوں نے اس کو دیکھا ہے کہ اعتدال سے نہیں گذرتا اور اگر کچھ کہتا ہے تو صرف نصیحت اور وعظ۔

حیات نورؓ کا ایک ورق

غضب اور غصہ کے نظارے

نور الدین (رضی اللہ عنہ) انسان تھا۔ انسانی قوتوں اور جذبات کا وہ ایک مجموعہ تھا۔ اور یہ امر اس کے کمال کی ایک دلیل ہے۔ جن لوگوں نے فلسفہ قویٰ پر کتابیں لکھیں ہیں انہوں نے بھی بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ انسان کو جس قدر قویٰ دیئے گئے ہیں وہ دراصل اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوتیں ہیں اور اخلاق کے تجسس میں امام غزالی رحمہ نے احیاء العلوم میں فلسفہ اخلاق پر بحث کرتے ہوئے دکھلایا ہے کہ خلق کے اصلی ارکان علم اور غضب اور شہوت ہیں اور ان ہر سہ قوتوں کے اعتدال کا نام ہی حسن اخلاق رکھا گیا ہے۔ پس نور الدین کے اخلاق کے لحاظ سے میں حیات نور کا مولف اس پیمانہ اور میزان کو اپنے زیر نظر رکھتا ہے مجھے یہاں نور الدینؓ کی زندگی میں غضب اور غصہ کے بعض نظارے دکھلانے مقصود ہیں

اگرچہ فلسفہ اخلاق کی تقسیم کے موافق غضب کے نظارہ میں اس کی خودداری۔ دلیری۔ آزادی۔ استقلال۔ ثبات وقار وغیرہ کا ذکر اس کے واقعات زندگی میں رکھا جاسکتا ہے لیکن اخبار اس پورے بیان کا متحمل نہیں اس کی تشریح خدا کے فضل سے حیات نور میں ہو گی۔

غضب اور غصہ انسان کے اندر دراصل اس کی عزت و آبرو اور جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے اس قوت کا خاصہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی انسان کو قولاً یا فعلاً ضرر پہنچانا چاہتا ہے تو یہ قوت جوش میں آکر اس کا مقابلہ کرتی ہے اس لحاظ سے اس کی بقاء کے لئے یہ قوتیں ضروری ہیں۔ پس جب ہم دیکھتے ہیں کہ نور الدین کو غصہ آتا ہے یا وہ بعض اوقات غضب میں ہوتا ہے تو اس سے ہم کبھی یہ مفہوم نہیں لے سکتے کہ

ایسا کہنے سے اس کی ہتک کرتے ہیں

جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں دیکھنے کے قابل تو یہی نظارہ ہے کہ جب نور الدین غصہ میں آتا ہے تو کیونکر آتا ہے اس وقت اس سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں وہ اس کو کس رنگ میں پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں کیا اس حالت میں خوف و فکر انجام اندیشی اور خود اختیاری سے وہ نکل جاتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے وہ بے اختیار ہو کر کرتا ہے یا اس حالت میں بھی اس کا اپنی ان قوتوں پر کوئی کنٹرول ہوتا ہے یہ موازنہ اور سائنس نہایت دلچسپ ہے۔ اس کے لئے آؤ تمہیں نور الدین کے گھر لے چلیں۔ نور الدین کی یہ پرائیوٹ زندگی ہے اسوقت اس کے مریدوں اور دوستوں کا کوئی حلقہ اس کے سامنے نہیں جنھیں اسے اپنے وقار اور متانت کو قائم رکھنا ایک دنیادار اور خود غرض ان کے خیال کے موافق ضروری ہے اور جوش میں ہے اور اس کے غضبی قوت ہیجان میں ہے۔ مگر عین اعتدال پر وقار اور متانت کے نیچے اس کی مخاطب اسکی رفیق اور غمگسار بیوی ہے اور وہ اسے ڈانٹتا ہے۔ کس بات پر؟ کیا اس لئے کہ اس نے خانہ داری کے معاملات میں کوئی نقص پیدا کر دیا ہے کیا اس لئے کہ اس نے نور الدین کے کھانے پینے کے انتظام میں سستی کی ہے کیا اس لئے کہ اس کے مال کو بے جا خرچ کر دیا ہے ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں اس لئے کہ وہ عورتوں کے حقوق کا بہت بڑا حامی ہے وہ عورتوں کے مالی معاملات کی تفتیش اور تحقیق کو خانگی نزاعوں اور بکھیڑوں کا مقدمۃ الجیش قرار دیتا ہے اور اس نے اپنی عملی زندگی سے یہ دکھایا ہے کہ تمام عمر میں اس نے اپنی بیوی کے اسباب کا جائزہ نہیں لیا اور جو دیا اس کا حساب نہیں پوچھا۔ کھانے پینے کا وہ اپنے بقائے نفس کیلئے ایک حد تک حاجتمند ضرور ہے مگر وہ کسی عادت کا غلام نہیں جو کچھ اس کے سامنے رکھدیا گیا اس نے ہمیشہ الحمد للہ کہکر کھا لیا ہے پھر یہ جوش کیوں ہے اس جوش کی علت معلوم ہونے پر اس غضب کی حقیقت کھل جاتی ہے اور یہی نور الدین کی زندگی میں اس وقت کے استعمال کا راز ہے۔

نور الدین اپنے گھر میں مستورات اور لڑکیوں کو قرآن مجید کا درس دیتا ہے قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا اور سمجھانا اس کی زندگی کا مقصد اور اس کی روحانی غذا ہے یہاں کثرت سے مستورات جمع ہوں اور صبح سے لے کر دس بجے تک یہ سلسلہ جاری رہے وہاں گھر کے کاروبار میں دقت کا پیدا ہونا ضروری بات ہے اور بڑے سے بڑے حوصلہ اور خلیق عورت تو کیا مرد کا گھبرا جانا ممکن ہے ان عورتوں یا لڑکیوں کے اجتماع کی وجہ اور تنگی مکان کے باعث حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی بیوی کا کسی قدر تیزی یا ترش روئی سے ان قرآن سننے والیوں سے پیش آنا ہی نور الدین کو یہ ادا سخت ناگوار ہوتی ہے کہ کیوں قرآن کریم پڑھنے والیوں سے اس طرح سے سلوک کیا جائے جہاں ہم دوسرے گھروں میں دیکھتے ہیں کہ سالن میں نمک کی کمی بیشی پر یا معمولی مٹی کے برتن کے ٹوٹ جانے پر آفت برپا ہو جاتی ہے نور الدین کو اپنی معاشرت میں اگر کوئی چیز بیوی پر ناراض کر سکتی ہے تو وہ ایک ہی امر ہے کہ اس کی وجہ سے

قرآن مجید کی اشاعت میں کوئی روک نہ ہو

کیا وہ اپنی اس تنبیہہ میں زبان یا ہاتھ کی سختی سے کام لیتا ہے نہیں وہ اسے وعظ کرتا ہے مگر اس کے لہجہ میں صرف تنبیہہ کا رنگ ہے نور الدین جو کچھ کہتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے:۔

خدا تعالیٰ کا شکر کرو تمہارے گھر میں اسقدر قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت پر خدا تعالیٰ کے برکات اترتے ہیں میں کسقدر سخت بیماری کے منہ سے نکلا ہوں زندگی کا کیا اعتبار ہے میری بیماری میں تم نے دیکھ لیا تھا کہ ایک زمانہ تک مجھے اس نعمت کا موقعہ نہیں ملا۔ تمہارے گھر میں کون آتا تھا اب خدا تعالیٰ نے مجھے پھر موقعہ دیا کہ اپنے فضل سے مجھے زندگی دی میں خدا کے کلام کو سناتا ہوں اور جب تک زندہ رہونگا سناتا ہی رہوں گا۔ جب اس کا فضل شامل حال ہو پس ان آنیوالوں کی کثرت سے اگر تم گھبراتی ہو مجھے تکلیف دیتی ہو مجھے تو عالمو ناراض نہ کرو اور پھر ایسی بات پر جو مجھے کبھی پسند نہیں ہے

ناظرین یہ مفہوم ہے جو تیری واسطے سے میرے پاس پہنچا نور الدین کے غضب کا نظارہ ہے یہ غضب کیسا مبارک اور کیسا خوش آئند ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غصہ کی حالت میں اپنی زبان اور ہاتھ پر قابو رکھتا ہے اور انہیں خدا تعالیٰ کی حکومت کے نیچے رکھتا ہے کسی شخص کے اخلاق کے موازنہ کا وہ وقت عجیب ہوتا ہے جب وہ کسی غصہ کی حالت میں ہو یا کسی تکلیف میں مبتلا ہو مجھے نور الدین کی زندگی میں ایسے نظارے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور ان بقیہ

مشاہدات کی دنیا

(۱)

انسان ہر روز بلکہ ہر ساعت کچھ نہ کچھ دیکھتا ہی رہتا ہے مگر اس دید کے اثرات اور نتائج سے وہ پورے طور پر فائدہ نہیں اٹھاتا اور سچ تو یہ کہ وہ اتنا کچھ دیکھتا ہے کہ اگر ہر مشاہدہ پر غور کرے اور فکر کرے تو وہ شاید بہت ہی کم آگے چل سکے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سی چیزیں اس کی آنکھ کے سامنے سے یوں گذر جاتی ہیں کہ گویا ایک خیال کی لہر تھی کہ اٹھی اور ختم ہو گئی یہ حالت ہر انسان کی ہے اور میں بھی اس سے جدا نہیں ایک دن مجھے خیال آیا کہ میں باہر کی دنیا کو دیکھتا آج اپنے ہی اندر نظر کروں اور اس اندرونی دنیا کا لطف اٹھاؤں چنانچہ میں نے سمندر کے کنارے بیٹھ کر اپنی اندرونی دنیا میں اپنی فکر کی آنکھ کو کھلا پایا۔ میں نے اس سیر اندرون میں بہت کچھ دیکھا ان مشاہدات میں سے بعض کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲)

سب سے پہلے جب میں نے اپنے اندر نظر کی تو مجھے معلوم ہوا کہ گوشت اور خون اور ہڈیوں اور انکے انتہا عضلات [illegible] تاروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا مگر اندر ہی اندر کوئی قوت ہے [illegible] نظر آتی نہیں مگر اسے اس ساری مشین کو حرکت دے رکھی ہے اور اس حرکت کے ذریعہ مختلف قسم کی تجاویز اور تحریکیں دماغ میں پیدا ہوتی ہیں باہر کی کیفیات آنکھ دیکھ کر پیش کر رہی ہے اور کان سن کر پیش کر رہے ہیں۔ اس دیکھنے اور سننے اور ان کے اثرات اور تخیلات کے پیش کرنے اور ان پر احکام کے اجرا میں کوئی دیر نہیں ہوتی میں نے اس اندرونی مشاہدہ میں ایک حیرت انگیز اور پر کیف دربار کو دیکھا جہاں گو ظاہری ساز و سامان مفقود ہے نہ کوئی تکلف ہے نہ نمائش لیکن مختلف قسم کے احکام جاری ہو رہے ہیں میں نے اندر ہی اندر اس دربار کو دیکھا اور میں نے محسوس کیا کہ مجھ پر حیرت و خود فراموشی کی کیفیت طاری ہے اور میں اس خدا تعالیٰ کی پر جلال ہستی کے سامنے جھک رہا ہوں بے اختیار میری زبان سے نکلا۔ "اللّٰہ ربی ولا اشرک بہ شیئا"

تب میری آنکھ میں ایک نئی روشنی محسوس ہوئی اور میں نے کہا قرآن مجید کا یہ ارشاد کس قدر واضح اور روشن ہے کہ تمہارے اندر آیات اللہ کا ایک سلسلہ ہے تم کیوں اس کو نہیں دیکھتے۔ میں اس فکر میں بہت دور نکل گیا اور میں نے ان تمام علوم جدیدہ کے ان تمام انکشافات کو دیکھنا اور سوچنا شروع کیا جو انسانی بناوٹ اور افعال الاعضا کے متعلق انسان کی خدمت کر رہے ہیں

(۳)

میں نے اپنی علمی قوت کو دیکھا کہ وہ نظر تو نہیں آتی لیکن جب میں کوئی کام کرتا ہوں تو کچھ جذبات ہیں جو متحرک ہوتے ہیں اور ایک خیالی رو پیدا ہوتی ہے۔ اس لہر کے ساتھ ایک نظام عمل جھٹ پٹ اندر تیار ہو جاتا ہے اور عمل کی دنیا میں اس کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ مثلاً ایک خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے مشاہدات کو لکھوں دماغ سے سیاہ قرباً تو یہ نازل ہوا۔ اور قلم کاغذ لیکر عملی صورت تحریر میں لگ گیا میں خیالات کی اس دنیا میں سیر کر رہا تھا کہ مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی اور میں نے کہا کہ ہوائی قلعے اسی طرح تیار ہوتے ہیں۔ یا خیالی پلاؤ اسی طرح پکتے ہیں۔ لوگ تو ہوائی قلعوں یا خیالی پلاؤ کی مذمت کرتے ہیں اور اسے ناقابل عمل حرکات سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا کوئی محل یا قلعہ نہیں جس کی پہلی تعمیر ہوا میں ہوئی ہو یعنی اس کا سلسلہ ایک خیالی قوت سے شروع ہوتا پھر اس کا ڈیزائن بنتا ہے پھر اس کے لئے سامان مہیا کیا جاتا ہے اور بالآخر وہ چیز جو خیال کی دنیا تک محدود تھی ایک حقیقت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اس پر میں نے یقین کیا کہ خیال کی قوت بہت بڑی قوت ہے ہم اکثر اپنے خیالات کو صحیح طور پر استعمال نہیں کرتے یا یوں کہو کہ صحیح انداز میں سوچتے ہی نہیں اور اس طرح یہ خیالی قوت سے جو عملی قوت پیدا ہوتی ہے اکثر صورتوں میں ہم اسے ضائع کر دیتے ہیں خصوصیت سے ان جذبات اور لہروں کو جو نیکی کے لئے پیدا ہوتی ہیں۔

(۴)

اس سلسلہ میں خیال کی لہر مجھے اٹھا کر دور تک لے گئی اور میں خیالات کی رو میں بہتا رہا اور میں نے خیالات کی عجیب و غریب نظارے دیکھے کہ کس طرح پر ایک معمولی خیال جب عزم کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو اولوالعزم انسان کے کمالات کو ایسا نمایاں کرتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے دنیا کی تاریخ اور مختلف طبقات کے انسانوں کے سوانح حیات اس قسم کی مثالوں سے ہر ملک میں اور ہر قوم میں موجود ہیں۔ یہ قوت سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام میں ہوتی ہے ان کے اندر جو لہر اٹھتی ہے وہ اندر سے نہیں بلکہ آسمان سے آتی ہے اور جس مقصد کو لے کر وہ اذن الٰہی سے کھڑے ہوتے ہیں اور عزم کی صحیح تصویر ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اور حکومت بلکہ میں تو کہتا ہوں دنیا کی ساری حکومتیں مل کر بھی انکو اپنے مقام سے ہٹا نہیں سکتی ہیں۔ مصائب اور ابتلا آتے ہیں اندھی دنیا کے فرزند ان کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوتے ہیں مگر وہ آگے ہی بڑھتے ہیں پیچھے ہٹنے کا نام جانتے ہی نہیں ان کی مثال اس چٹان کی ہوتی ہے جس سے اگر سمندر کی لہر ٹکراتی ہیں اور اسے اپنی جگہ سے ہٹا دینا چاہتی ہیں مگر ہر ٹکر کے بعد پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوتی ہیں۔

غرض خیالات کی یہ لہریں میرے اندر کھیلنے لگیں میں سامنے سمندر کو دیکھتا تھا کہ اس کی موجوں میں بھی ایک تلاطم تھا اسی اثناء میں میں نے دیکھا کہ میرے اندر ایک ایسا جذبہ کھیل رہا ہے جو نہایت خطرناک نظر آیا وہ خواہش یا شہوت کا جذبہ تھا میں نے اس جذبہ کی قوت کو دیکھا اور گھبرا دیا لیکن خیالات کی اسی لہر میں مجھے محسوس ہونے لگا کہ یہ خوف اور اس کی خطرناک صورت جہالت کی وجہ سے ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کوئی گھناؤنی اور نفرت کے قابل چیز نہیں تو نے اس کی حقیقت اور مفہوم کو غلط سمجھا ہے اور اپنی سمجھ کے نقص اور پھیر کی وجہ سے ایک خوبی کو بدی سے تعبیر کر رہا ہے میں نے دیکھا کہ یہ بھی خیالات کی ایک لہر کا تماشہ تھا اور میں نے محسوس کیا کہ تمام انسانی جذبات ایک محور پر گردش کر رہے ہیں۔ اور وہ "جلب منفعت و دفع مضرت" کا محور تھا۔

(۵)

میں نے دیکھا کہ میرے اور ہر انسان کے اعمال کی حرکت اسی مقصد کو لئے ہوئے ہے میں ہر اس چیز کو لینا چاہتا ہوں جو کسی نہ کسی طرح میرے لئے نفع رساں ہو اور ہر اس چیز سے بچنا چاہتا ہوں جو کسی رنگ میں بھی میرے لئے مضر ہو۔

میں نے شہوت جس کو میں خواہش کے لفظ سے تعبیر کرتا ہوں کے جذبہ کے فلسفہ پر غور کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ قوت عمل کا سارا مدار اسی جذبہ پر ہے۔ کسی چیز کے لینے یا کسی چیز سے بچنے کی خواہش پیدا ہو۔ جونہی یہ احساس ہوتا ہے اس کے حصول کے لئے عملی قوتیں کام میں لگ جاتی ہیں۔ اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے پھر ہنسی آئی کہ میں شہوت کے غلط مفہوم میں مبتلا تھا شہوت تو دراصل اس ضرورت کا احساس یا خواہش کو پیدا ہونے کا نام ہے وہ خواہ کسی قسم کی ہو اب میری سمجھ میں آیا کہ یہ تو ایسی قوت ہے کہ اس کے بغیر انسانی زندگی کا دائرہ عمل ہی ختم ہو جاتا ہے اپنی اصل حیثیت اور شان میں یہ تو نہایت ضروری اور اہم ہے۔

اصل جذبہ برا نہیں اسکا استعمال اسکو مفید یا مضر بنا دیتا ہے۔

میں نے غور کیا کہ اگر یہ قوت میرے اندر نہ ہوتی تو مجھے عملی قوت بھی نہ ہوتی اور ہر قسم کی ترقیات سے (جو انسان کی فطرت میں داخل ہے) محروم ہو جاتا۔ اس خیال کے ساتھ میری آنکھ میں ایک روشنی پیدا ہوئی اور فلسفہ اعمال کے حسن و قبح کا صحیح راستہ مجھے نظر آنے لگا میں نے دیکھا کہ طبعی تقاضوں اور ضرورتوں کے منشاء و مقصد کو میں سمجھ رہا ہوں اور ان کے ماخذ کا پتہ مل گیا ہے یہی راستہ ہے عملی دنیا میں منزل مقصود پا لینے کا بشرطیکہ صراط مستقیم سے قدم ڈگمگا نہ جائیں۔ خیالات کی پھر ایک لہر اٹھی اور مجھے اپنے اندر سمیٹ کر ایک غوطہ دیا میں ابھرا تو میں نے سمجھا کہ ان طبعی ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہم اپنے قویٰ کو حرکت دیتے ہیں اگر اس حرکت میں ہم دوسروں کے حقوق کو تلف نہیں کرتے یا ان پر غاصبانہ قبضہ نہیں جاتے تو کچھ شک نہیں یہ شہوانی جذبہ ہمارے لئے مایہ حیات اور مرکز عمل ہے اور یہ ایک اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت بن جاتا ہے اور پھر اس چشمہ سے مختلف قسم کے اخلاقی قوتوں کے سوتے یہ نکلتے ہیں اور ہر قسم کی ترقیات اور تحقیقاتوں کے دروازے کھلتے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت عام اور آپکا انجام

آپ کے الفاظ میں:-

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو۔ اور اے وہ تمام انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو ا میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن شریف نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔ (حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کر دے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہ چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں۔ کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگر ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من　　آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پر خار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں۔ کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے۔ اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہو گا کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں انکو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہو گی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را　　مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

الحکم کراچی ۲۸ / ۲۱ ستمبر 1951 جدید جلد اول نمبر ۱۶-۱۳

ممالک غیر میں تبلیغ و اشاعت اسلام

جماعت احمدیہ کا عظیم الشان کارنامہ

(۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے وقت میں جب کہ آپ دنیا میں احد من الناس تھے اور قادیان کے نام سے بھی کوئی واقف نہ تھا آپکو بشارت دی کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔ اور پھر آپ کو ایک موعود بیٹے کی بشارت دی جس کے متعلق فرمایا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور زمین اس سے برکت پائے گی۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) اور اسکی بشارات اس سے بھی بہت پہلے دی گئیں تھیں یہاں ان بشارات پر بحث نہیں کرنا ہے آخر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت زمانہ گذرتا گیا اور سلسلہ احمدیہ مختلف ادوار سے گذرتا آیا یہاں تک خلافت ثانیہ کا زمانہ آگیا اور سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت کا کام پنجاب اور ہندوستان سے نکل کر دنیا کے کناروں تک پہنچ گیا الحمد اللہ علی ذالک۔ مختلف ممالک میں اشاعت اسلام کے مرکز قائم ہو گئے اور مجموعی طور پر لاکھوں آدمی سلسلہ میں داخل ہو گئے الحکم کے اس دور جدید میں تبلیغ و اشاعت کے اس کام کے متعلق بھی ایک تاریخی مواد جمع کر دینا مد نظر ہے اس خصوص میں مکرم الحاج مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر نے ایک سلسلہ لکھنا شروع کیا ہے جو آج الحکم میں شایع ہو رہا ہے میں مکرم مولوی صاحب کی اس قلمی امداد کے لئے بے حد ممنون ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنی از بیش توفیق دے۔ وہ تبلیغ سلسلہ کے کام میں ایک خاص جوش اور عزم رکھتے ہیں اور دن رات اس فکر میں رہتے ہیں کہ مختلف طریقوں سے یہ کام جاری رہے۔ ممالک غیر میں تبلیغ کے موضوع پر مجھے توفیق ملی تو میں بھی لکھنے کا عزم رکھتا ہوں سر دست یہ سلسلہ اسماعیلی ایک بنیاد کے طور پر کام کرے اس سلسلہ میں میں ان تمام مبلغین سلسلہ سے جنکا ذکر اس سلسلہ مضامین میں آئے گا۔ درخواست کرتا ہوں کہ وہ حلقہ تبلیغ کے مشہور کارناموں مساجد مدارس۔ دار التبلیغ وغیرہ کے فوٹوز اور انکے متعلق مختصر بیان بھیج کر اس کام میں تعاون کریں اور اپنے اپنے فوٹوز اور وہاں کے مشہور احمدی سلسلہ کے فوٹوز مع مختصر حالات کے بھیجدیں تاکہ انکو سلسلہ کی دوسری جماعتوں سے متعارف کرایا جائے اللہ تعالیٰ سلسلہ کی تاریخ کے اس اہم یادگار کام کی حفاظت کی توفیق دے (آمین)

اس سلسلہ میں تحریک جدید کے موصیل دعوت تبلیغ سے بھی التماس کرنا بھی مناسب ہے کہ اگر وہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے تبلیغی رپورٹوں کی ایک نقل الحکم کو بھیجتے رہیں تو یہ ان کے فرض منصبی کا ایک ضروری جزو ہوگا ——— خالد عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جاوا۔ سماٹرہ۔ اور ملایا میں تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ کا عملی کام

جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اس صدی کا مجدد بنایا اور اسلام کی اشاعت کا کام سپرد کیا۔ آپ کی تبلیغ ساری دنیا میں جلد تر اثر کر گئی۔ موجودہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد میں آپ کی دعاؤں سے جاوا۔ سماٹرہ۔ اور ملایا میں بھی مختلف جماعتیں جماعت احمدیہ کے مبلغین کی تبلیغی کوششوں سے قائم ہوئیں اور اللہ تعالیٰ ہزاروں سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی حامل جماعت میں شرکت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی تصدیق کی توفیق عطا فرما رہے ہیں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ہم متلاشیان حق کے لئے بطور دلیل صداقت بعض جماعتوں کے نام اور ان کے ایڈریس اور بعض کاموں اور دیگر امور کی تفاصیل شایع کر رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ؎

"اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار"

ملایا
تاریخ قیام مشن ۱۹۳۵ء

ملایا کے بعض احمدی جماعتوں کے نام

۱۔ سنگاپور ۲۔ جرم ۳۔ دمشق ۴۔ جاجہ جزیرہ ۵۔ ہیرو جزیرہ ۶۔ ہیمبنگ باتو ۷۔ منتکب ۸۔ یمرم بندہ ۹۔ جاہر اسٹیٹ ۱۰۔ ساکتو پاہت ۱۱۔ پینانگ ۱۲۔ کولا

بعض تفصیلی ایڈریس درج ذیل ہیں:۔

۱۔ ایچ کو اسماعیل احمدی ملایا اسکول سنگی سنگی دسلنگر (ملایا)
۲۔ سید عبد الرحمٰن القدری احمدی۔ پی اسماعیل دسلنگر ملایا
۳۔ مبارک احمد احمدی۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس پیچ ٹین ناگری۔ (سیلان) ملایا (۴) نذیر احمد احمدی نمبر ۷ ٹینسی اسٹریٹ کوالالمپور (ملایا) (۵) مولوی غلام حسین صاحب ایاز مولوی فاضل۔ احمدیہ مسلم مشنری ۱۱۲۔ ۱۱۱ اوفن روڈ کاتونگ (سنگاپور) (۶) مسٹر جعفر بن حاجی اودا میر آف کونسل۔ ترنگو ری او (پینانگ) انڈونیشیا (۷) مسٹر سوہی بن کریم اور سیر احمدی تنگونگ پینانگ (ری او) انڈونیشیا (۸) ڈاٹو یحیی احمدی جامبہ (انڈونیشیا) (۹) ای حسین احمدی تانگ باتو (انڈونیشیا) (۱۰) شیخ بہادر علی خاں صاحب احمدی کیلفورنیا اسٹیٹ نیونگ ٹابل (پینانگ) ملایا (۱۱) مسٹر شیر محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ سیرم بن (ناگری سمبیلن) ملایا (۱۲) احمدیہ مسلم مشن۔ ۲۹ بلورتی۔ سوربرابایا (جاوا) انڈونیشیا۔

لٹریچر اور ٹریکٹ

ملایا میں جماعت احمدیہ کے مبلغین اس علاقہ کی زبان میں کثیر التعداد لٹریچر اور ٹریکٹ شایع اور تقسیم کرتے اور انفرادی ملاقاتوں اور جلسوں کے ذریعہ تبلیغ اسلام کرتے ہیں خدا کے فضل سے اس علاقہ میں بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے علمبرداروں کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہے اور اسلام کی طرف لوگوں کی توجہ مائل ہے۔

ملایا کے مبلغین کے نام (سابق اور حال)

(۱) مولوی غلام حسین صاحب ایاز مولوی فاضل (۲) مولوی عبد المنعم صاحب اختر (۳) مولوی عنایت اللہ صاحب (۴) مولوی شاہ محمد صاحب (۵) مولوی محمد صادق صاحب فاضل (نوٹ) دیگر تفصیلات علاقہ کے مبلغ سے خط و کتابت کے ذریعہ معلوم کی جا سکتی ہے یا جماعت احمدیہ کے مرکز سے خط و کتابت کی جا سکتی ہے۔

سماٹرہ
تاریخ قیام مشن ۱۹۲۵ء

سماٹرہ میں تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ کا عملی کام

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توجہ خاص و دعاؤں کی برکت سے کئی سو باقاعدہ رجسٹرڈ احمدیہ جماعتیں سماٹرہ کے مختلف حصوں میں قائم ہیں اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔

سماٹرہ کی بعض جماعتوں کے نام

۱۔ میڈان ۲۔ باڈنگ ۳۔ بالی اینگ ۴۔ ڈوکو ۵۔ لاہوت ۶۔ پیابگن ۷۔ فورٹ ڈکاک ۸۔ تی جی راو ۹۔ کوبہائی ڈوکو ۱۰۔ تاپا نوین

اسکول اور مساجد اور لٹریچر

سماٹرہ میں جماعت احمدیہ کے کئی اسکول کئی مساجد اور جماعت کا اپنا پریس ہے جہاں سے قرآن پاک اور اسلام کا کثیر لٹریچر اس علاقہ کی زبان میں شایع ہوتا ہے۔

سماٹرہ کے بعض پتے

(۱) مولوی امام الدین صاحب مولوی فاضل (ایچ۔ اے) احمدیہ مشنری یلا کانگ اولو نمبر (۳۲) پاڈنگ سماٹرہ (۲) مولوی ابوبکر صاحب مولوی فاضل احمدیہ مشنری مسجد احمدیہ۔ احمدیہ مشن ہاؤس تاپا نوین (سماٹرہ)

سماٹرہ کے مبلغین کے نام (سابق اور حال)

(۱) مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل (۲) مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل (۳) مولوی ابوبکر صاحب مولوی فاضل (۴) مولوی عزیز احمد صاحب (۵) مولوی عبد الواحد صاحب فاضل

جاوا
تاریخ قیام مشن ۱۹۳۱ء

جاوا میں تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ کا عملی کام

جاوا میں جماعت احمدیہ کے کئی رجسٹرڈ جماعتیں باقاعدہ قائم ہیں کئی اسکول مساجد اور پریس ہیں۔ جہاں سے کثیر تعداد میں اسلام کا لٹریچر اس علاقہ کی زبان میں شایع ہوتا ہے

جاوا کی بعض جماعتوں کے نام

(۱) گاروت (۲) تی جی۔ ہراتگ (۳) اندہ جنگ (۴) بوگور (۵) سورابایا (۶) سوبیکا بوبرا (۷) تیادیہ (۸) باتاریہ سنترم (۹) پوروکارتو (۱۰) سوربابا جا (۱۱) چیٹو (۱۲) پاس تلانہ

جاوا کے بعض پتے

(۱) سید شاہ محمد صاحب احمدیہ ضلع میٹو ڈی جوگیانگ نمبر (۷) (جاوا) نمبر ۱۰ ڈجاکارتا (انڈونیشیا) (۲) ملک عزیز خاں صاحب احمدیہ مشنری تاگارواگی نمبر (۵۷) تاسیکمالایہ (جاوا) (۳) مولوی رحمت علی صاحب ایچ۔ اے۔ او تی احمدیہ مشنری او ٹونین احمدیہ پی ٹوڈا جاڈینک۔ گیگ نمبر (۷) نمبر (۱۰) تباداکینترم (جاوا) (۴) احمدیہ مشنری دجلم پراسوبنگ (۱۳) ڈی بوم (جاوا) (۵) مولوی عبد الواحد صاحب احمدیہ مشنری۔ مسجد احمدیہ گیانگ ایچ سیاری نمبر (۹۰/۲۰۵) باندوگ (جاوا) انڈونیشیا) (۶) احمدیہ مسلم مشن نمبر (۲۹) بلورتی۔ سوبوربابا جا (جاوا) انڈونیشیا) (۷) احمدیہ مسلم مشنری ساوتی سان احمدی کا جابا سارینسی وگ بورد کوتو (جاوا)

جاوا کے مبلغین کے نام (سابق اور حال)

(۱) سید شاہ محمد صاحب (۲) مولوی امام الدین صاحب ملتانی مولوی فاضل (۳) ایم عبد الواحد (۴) ملک عزیز احمد خاں صاحب۔

نوٹ سماٹرا اور جاوا کے متعلق مزید تفصیلات خط و کتابت کے ذریعہ معلوم کی جا سکتی ہیں جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور احمدیت سے متعلق معلومات کے لئے مرکز جماعت احمدیہ سے خط و کتابت کی جا سکتی ہے۔

یہ حقایق ایک متلاشی حق کے لئے کافی ہیں بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو۔

مرتبہ محمد اسماعیل مولوی فاضل وکیل ہائیکورٹ یادگیر (دکن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

براعظم امریکہ میں تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ کا کام

براعظم امریکہ میں جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۲۰ء سے مسلسل تبلیغی کام کرنے اور اسلام کے پھیلانے کی توفیق ملی ہے جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت بشیر الدین محمود صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی قیادت و توجہ روحانی کے برکات کا یہ نتیجہ ہے کہ امریکہ میں کیا گورے اور کیا کالے اسلام سے روشناس ہو کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہونا اپنے لئے سعادت سمجھ رہے ہیں اس ملک کے حالات سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام پھیلانا کس قدر مشکل امر ہے جبکہ اس علاقہ کے باشندوں کو ہر قسم کی آسانی نصیب ہے اور وہ روحانیت سے کوسوں دور ہیں۔ دنیا دار انسان "نقد سودے" اور "عاجل منفعت" کا طلبگار ہوتا ہے یہی حال اس ملک کا ہے کہ وہ ہمارے مشنریوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ تم ہم کو یہاں کونسی چیز دینے آئے ہو جبکہ ہمارے پاس دنیا کی منفعت کا ہر سامان موجود ہے۔ باقی رہا "عاقبت کی خیر خدا جانے" پس جماعت احمدیہ کے مشنریوں نے اپنے نصیحت باللہ۔ دعا اور خدمت خلق سے عملاً اور اسلام کے عالمگیر ہونے کے دلائل کو معقولی و منقولی طریق سے ثابت کر کے مذہباً و عقلاً یہ ثابت کیا کہ اسلام میں ہی ہر قسم کی خوبیاں موجود ہیں جو ان کے ہاں نہیں ہیں جس کے باعث اہل امریکہ اسلام میں داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں اور وہ وقت بھی قریب ہے جب خدا کے فرشتے اس ملک کے سارے باشندوں کو قبولیت اسلام کی توفیق عطا کریں گے۔ انشاء اللہ۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ قارئین کرام بھی جماعت احمدیہ کی تبلیغی و تنظیمی کڑیوں میں اپنے آپ کو منسلک کر کے اس اجر عظیم کو پائیں جو صدیوں انکو زندہ رکھے گا۔ انشاء اللہ

آپ کے معلومات کے لئے بعض امور کا تذکرہ بے سود نہ ہوگا۔ افسوس کام صبح ور

امریکہ کی بعض احمدی جماعتوں کا نام

(۱) پٹس برگ (۲) واشنگٹن (۳) کلیولینڈ (۴) ڈیٹرائٹ (۵) گرانڈ ریپڈس (۶) میجیگان سٹی (۷) واہیلنگ (۸) اکران (۹) انڈیاناپلس (۱۰) ایونسٹنڈ (۱۱) کیدار ریپڈس (۱۲) کانسس سٹی (۱۳) گالیس برگ (۱۴) فورٹ وینی ہوبوکن (۱۵) ڈیٹون (۱۶) کنکی ناٹی (۱۷) ملوار کی (۱۸) زین سٹی (۱۹) شکاگو (۲۰) نیو یارک (۲۱) کنکٹی کٹ اسٹیٹ (۲۲) سیاچوسل (۲۳) نیو جرسی اسٹیٹ (۲۴) میری لینڈ سٹیٹ (۲۵) بوسٹن

احمدیہ مسلم مشنری کے نام

(۱) چودھری خلیق احمد صاحب ناصر ایم۔ اے (رئیس المبلغین امریکہ) (۲) مولوی عبد القادر صاحب مولوی فاضل (۳) چودھری غلام یٰسین صاحب بی۔ اے (۴) چودھری شکر الٰہی صاحب بی۔ اے۔

اس علاقہ میں خدا نے ایسی غیر معمولی ترقی عطا فرمائی کہ تین نو مسلم انگریزوں نے اپنی زندگی اسلام کی خدمت کیلئے وقف کی جن میں سے ایک انگریز نو مسلم مسٹر رشید ہیں۔

جو اس وقت اسلامی معلومات حاصل کر رہے ہیں دوسری انگریز نو مسلم لڑکی سعیدہ ہیں جو امریکہ میں اسلام کی تبلیغ میں دن اور رات کوشاں ہیں۔ اس کے علاوہ مقامی نو مسلم تبلیغ کا بھی کام کرتے ہیں اور اپنا بھی کام انجام دیتے ہیں۔ انگریز نو مسلمین سالانہ کئی ہزار روپیہ اشاعت اسلام کیلئے اپنی کمائی سے چندہ دیتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا پریس

امریکہ کے علاقہ سے اسوقت حسب ذیل رسالے نکلتے ہیں۔(۱) دی مسلم سن رائز واشنگٹن (۲) احمدیہ گزٹ واشنگٹن (۳) دی مسلم سنٹ لوئیس

اسلام کی تائید میں ٹریکٹ اور کتابیں

ہزاروں ٹریکٹ چھوٹی چھوٹی کتابیں قرآن و حدیث و سیر رسول کے اقتباسات نماز سادہ و مترجم اور دیگر تبلیغی پمفلٹ نکالے جاتے ہیں۔ اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب اخبارات میں لکھے جاتے ہیں۔

تبلیغ کے مختلف طریقے

ہر ممکنہ طریق وہاں کے حالات کے مناسب حال تبلیغ کیلئے اختیار کیا جاتا ہے۔ چرچوں، بڑے بڑے پادریوں اخبار نویس۔ اڈیٹروں نیز مصنفین ملک کے نامور لوگ۔ وزراء۔ اور مختلف سوسائٹیز سے ملاقات وتقسیم کتب اور تقریر و تحریک کے ذریعہ تبلیغ کیجاتی ہے۔

احمدیہ سکول و تعلیم دینی

ہر جگہ کا مشنری مقامی جماعت کی کوششوں سے حکومت کے قوانین کے اندر تعلیم دینی کا بندوبست کرنا اور خود بھی بچوں اور بڑوں کو تعلیم دیتا ہے۔

امریکہ کے نو مسلم لڑکیوں کی تعلیم و تربیت

جہاں جماعت احمدیہ کے مردوں نے اپنی زندگیوں کو اسلام کیلئے وقف کیا ہوا ہے اور وہ اسلام کے اشاعت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے مختلف علاقوں میں جا چکے ہیں اسی طرح عورتیں بھی مردوں کے پہلو بہ پہلو تبلیغی و تعلیمی و تربیتی کام انجام دیتی ہیں ان خوش قسمت عورتوں میں سے ایک ہماری بہن امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ زوجہ خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے مبلغ واشنگٹن و رئیس تبلیغ امریکہ ہیں جو امریکہ کے مستورات میں دین کی تبلیغ کرتیں اور وہاں کی عورتوں کی دینی تعلیم و تربیت کا کام کرتی ہیں۔ جزاہم اللہ خیرا۔

امریکہ کے احمدیہ مساجد

جماعت احمدیہ کے کوششوں میں خدا نے اسقدر برکت عطا کی کہ واشنگٹن میں امریکہ کے قانون کے ماتحت سب سے پہلی ایسی مسجد قائم ہوئی جہاں ہر مذہب وملت کا انسان آزادی سے آسکتا ہے اور مقامی مشنری سے تبلیغی گفتگو کر سکتا ہے اور یہ امر اس ملک کے قوانین کے رو سے مشکل ترین امر تھا۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کے مساجد شکاگو اور نیویارک میں بھی ہیں اور جہاں جہاں جماعتیں قائم ہیں وہاں انہوں نے اپنے لئے علیحدہ ساجد کا انتظام گھروں کی صورت میں کیا ہوا ہے اس طرح امریکہ مذلے واحد کے سوذن کی پانچوں وقت کی اذانیں سنتا اور خدا کے فرشتے ان کے قلوب میں تبدیلی کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔

امریکہ کے بعض ایڈریس۔

(۱) چوہدری خلیق احمد صاحب ناصر ایم۔ اے احمدیہ موومنٹ اسلام ۱۴۴۰۔ ۲۔ سلا رائے میلیس۔ این۔ ڈبلیو واشنگٹن۔ ڈی۔ سی۔ (۲) مولوی شکر الٰہی صاحب احمدیہ مسلم مشنری ۲۲۰۔ ساوتھ اسٹیٹ اسٹریٹ شکاگو۔ (۳) چوہدری غلام یٰسین صاحب بی۔ اے احمدیہ مسلم مشنری ۱۱۵۔ ڈبلیو ۱۱۹ اسٹریٹ سوٹ نمبر (۲) ۲۶ این۔ وائی۔ نیویارک (۳۰) (۴) مولوی عبد القادر صاحب ضیغم احمدیہ مسلم مشنری ۲۵۲۲ ڈیسٹر اسٹریٹ پیٹس برگ ۱۹۔ پا (۵) احمدیہ مسلم مشنری ۱۳۱۶ لیکس سٹریٹ سوٹ نمبر (۲) الیس۔ ٹی لوئیس (مسوری) امریکہ (۶) مولوی رمضان علی صاحب احمدیہ مسلم مشنری دی کوراس۔ ۱۹۔ ایس۔ یو۔ سی۔ ۴۔

امریکہ کے سابق مبلغین کے نام

(۱) ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب (امریکہ کے سب سے پہلے مبلغ)
(۲) مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے (مدت کارگذاری ۱۹۲۵ء)
(۳) صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی۔ ایم۔ اے (سب سے لمبا عرصہ امریکہ میں کام کرنے والے مبلغ)

اس مضمون میں ہم نے مختصراً امریکہ کے تبلیغی امور کا ذکر کیا ہے جس سے آپ اندازہ لگائیں گے کہ وہ آخری جماعت جس کا حدیث میں پتہ دیا گیا ہے کہ وہ اسلام کی عملی جماعت ہے۔ جو وقت کے امام کے ہاتھ پر جمع ہو کر اسلام کے خدمت کریگی وہ یہی جماعت ہے جس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں جنہوں نے فرمایا ہے

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر
میں ہوں وہ نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

اب آپ کا کام ہے کہ آپ اس کی تحقیق کریں اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر اسلام کی خدمت کریں۔

مرسلہ:۔ محمد اسماعیل مولوی فاضل وکیل ہائی کورٹ یادگیر (دکن)

تحریک جدید کے مجاہدین اور مبلغین کی روانگی

تحریک جدید کا کام روز افزوں وسعت اختیار کرتا جارہا ہے۔ یورپ امریکہ۔ افریقہ کے مبلغین کے علاوہ تحریک جدید ممالک اسلامیہ میں بھی اپنے مبلغین کو بھیج رہی ہے اس سے پہلے حیفہ میں ایک مستقل مشن عرصہ سے قائم ہے اور ایک مخلصین کی جماعت وہاں پیدا ہو چکی ہے۔ مصر میں بھی عرصہ دراز سے ایک جماعت کام کرتی ہے۔

دمشق میں بھی جماعت اپنا کام کر رہی ہے اب تین مجاہدین شام اور لبنان کو بھیجے گئے ہیں۔ شام میں جماعت کی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت زمانہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی۔ یصلون علیک ابدال الشام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں شام میں آپکا پیغام پہونچ چکا تھا۔ اب ۱۴ر اگست ۱۹۵۰ء کو مولوی نور احمد صاحب منیر اور مولوی غلام احمد صاحب بشر مع اہل و عیال ربوہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔ مولوی غلام احمد صاحب کا تبلیغی مرکز حلب (شام) ہوگا۔

اور مولوی نور احمد صاحب کا تبلیغی مرکز بیروت (لبنان) ہوگا۔ ان کے ساتھ ہی شیخ مبارک احمد صاحب اسسٹنٹ پرائیوٹ سکرٹری شام اور انگلستان اعلیٰ تعلیم کیلئے جارہے ہیں۔ قارئین الحکم سے درخواست ہے کہ جن نیک مقاصد کے لئے ان مجاہدین کو بھیجا جارہا ہے اس کی کامیابی کے لئے دعا کی جاوے

مرکز ربوہ میں حسب معمول جانے والے مجاہدین کو ایک الوداعی پارٹی بصدارت حضرت ڈاکٹر صادق دیگئی۔ اور حضرت امیر المومنین نے باوجود ناسازی طبیعت مبلغین کو شرف ملاقات بخشا۔ اور ضروری ہدایات اور نصائح سے نوازا۔

خیالات و مقالات

برنرڈشا اور اسلام

انگلستان کے مشہور و معروف مصنف جارج برنارڈ شاہ نے اسلام کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار اسطرح کیا ہے کہ آئندہ سو سال میں انگلستان اور مغربی دنیا علی العموم اسلام کی حلقہ بگوش بن جائے گی وہ لکھتا ہے کہ مستقبل قریب میں تمام عقیل و فہیم انسان تجور وحانیت، اخلاق اور معاشرت کے دائرہ نیز زندگی کے مختلف النوع حلقوں میں مذہب کی رہنمائی کے خواہاں ہوں گے اس نتیجہ پر پہونچ جائیں کہ اسلام ایک مکمل اور مبرا عن الخطا مذہبی نظام ہے جو ان کے لئے مسرت و اطمینان کا سرچشمہ بن سکتا ہے ترقی کی دوڑ میں ان کا ساتھ دیسکتا ہے اور مستقبل کے متعلق انکی امیدوں کے لئے آب یاری کا سامان بہم پہونچا سکتا ہے۔

مذہب کا وظیفہ

برنارڈ شاہ کے نزدیک مذہب کا اہم وظیفہ یہ ہے کہ وہ کائنات انسانیت کو بہتر اور عمدہ تر زندگی بسر کرنے کے قابل بنائے اس نقطہ نگاہ سے دوسرے تمام مذاہب ناکام ثابت ہو چکے ہیں لہذا لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور اسلام کے سوا اور کوئی مذہبی نظام مذکورہ بالا وظیفہ کے نقطہ نگاہ سے دور حاضر کے انسان کے لئے تسلی اور اطمینانی کا سرچشمہ نہیں بن سکتا۔

(۲) گری ہوئی قوم کا علاج

گری ہوئی قوم کو پھر سربلند کرنے کے لئے سب سے پہلی اور آخری نسخہ روحانیت ہے تمام تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس میں کوئی قوم بے غرض اور بے نفس ہوئے بغیر اور اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے بغیر منزل مقصود پر پہونچی ہے اور اس نے عروج حاصل کیا ہو۔ روحانیت یہ ہے کہ ہر شخص صرف خدا کا ہو۔ بے غرض اور بے نفس ہو۔ اللہ کی دی ہوئی جان کو اللہ کے سامنے پیش کر دے۔ روحانیت دشمن کے بڑے بڑے نظام کو جو اکثر کپٹلزم کا ہوتا ہے تھوڑی مدت میں پاش پاش کر دیتی ہے اس روحانیت کو دنیا کا کوئی قانون پکڑ نہیں سکتا۔ کسی تعزیرات ہند کسی آرڈیننس کی دفعہ کی زد میں وہ لوگ نہیں آسکتے جو بے غرض اور بے نفس ہوں جو صرف خدا کے ہوں۔ جو آپس کی محبت آپس میں رواداری ایک دوسرے کی خدمت کو خیر عظیم سمجھتے ہوں۔ جن کا سپہ سالار رضائے قدیر ہے۔ اور جن کا جرنیل کوئی خدا کا محبوب بندہ ہے

(۳) ایک پادری کے تاثرات

میں نے جہاں جہاں اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ وہاں کی عبادت گاہوں کو ضرور دیکھا ہے اسی سلسلہ میں اسلامی نماز پر غور کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ میرے نزدیک یہ افضل ترین عبادت ہے جب ایک خدا کا پجاری اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر اس کی خوشنودی چاہتا ہے اور اس کی حمد و ثنا کے گیت گاتا ہے تو روح وجد میں آجاتی ہے۔ آدمی اس وقت یقیناً خدا کے قریب ہوتا ہے تا آنکہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اس کے حضور سربسجود ہوتا ہے۔ اس کا آخری نتیجہ روح طہارت اور قلب کی پاکیزگی ہے۔ مزید برآں اس عبادت میں ورزشی پہلو بھی نمایاں ہے۔ جس کا تعلق جسم کی تقویت سے ہے میں نے دیکھا ہے کہ

نماز گذار سست اور کاہل نہیں ہوتے بالخصوص صبح کی بیداری عجب اثر رکھتی ہے۔

(وینسنٹ ہیلر)

حضرت نبی کریم کی زندگی کا مقصد

بادشاہوں کی زندگی میں ان کے مقاصد میں کوئی نہ کوئی دنیاوی چیز نمایاں نظر آتی ہے۔ خواہ وہ مال و دولت ہو۔ خواہ فتوحات ملکی ہوں خواہ رنگ رلیاں اور عیش و عشرت ہے۔ خواہ نام آوری اور شہرت ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا [illegible] واحد مقصد خواہ وہ مکی مدنی یکساں رہا ہو صرف خدا تھا اور صرف خدا نظر آتا ہے اور یہی آپ کے نبی ہونے کی دلیل ہے ایک شب کے پچھلے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپکو حجرہ سے غائب پاتی ہیں اندھیرے میں ادھر ادھر ٹٹولتی ہیں لیکن پتہ نہیں لگتا دوسری ازواج کے حجروں میں جاتی ہیں مگر ناکام آتی ہیں پاس ہی قبرستان کا سنسان احاطہ ہے جب ادھر رخ کرتی ہیں تو ایک جگہ ایک سفید سی چیز پڑی ہے ذرا پاس جاتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر چادر کی طرح لیٹے پڑے ہیں جبین نیاز خاک پر ہے اور فرما رہے ہیں

سجدت لک روحی وجنانی

یعنی میرے اللہ میری جان اور دل دونوں تیرے حضور سجدہ کر رہے ہیں عاشق و معشوق میں یہ وہ مخفی راز و نیاز کا رنگ تھا کہ حضرت عائشہؓ نہایت خاموشی سے فوراً الٹے پاؤں واپس چلی آئیں۔

اب ظاہری رنگ بھی ایک کا ہے حجۃ الوداع کا موقعہ ہے۔ عرفات کا میدان ہے تمام عرب کے نمائندے جمع ہیں ملک کے ایک سرے سے دوسرے تک

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

کا ڈنکا بج رہا ہے مگر شہنشاہ دو عالم اپنی سواری پر عجز و نیاز سے سر جھکائے ہوئے ہیں اور بار بار آپ کا تمام وجود سجدہ کرتا ہوا اس رب العالمین کے حضور نیچا ہوتا ہے اور جب اٹھتا ہے تو یہ صدا بلند ہوتی ہے۔

لبیک لبیک اللّٰھم لبیک

(حضرت میر محمد اسماعیلؓ)

اخبار کی قیمت

بذریعہ منی آرڈر بھجوائیے۔ اسمیں فریقین کا فائدہ ہے

(مینیجر)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

(۱) سب سے کامل انسان اور کامل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا۔ اور انسان کامل کہلایا...... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(اتمام الحجۃ ص۲۸)

(۲) شفیع صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے۔ وہ جو یقین رکھتا ہے۔ جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے...... موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے۔

اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی۔ جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کا قائمقام ہے۔ مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔"

(کشتی نوح ص۱۳)

(۳) جو نور آنحضرت کو ملا وہ اور کسی کو نہیں ملا

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء و سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں...... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ۔ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یعنی ان کو کہدے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اول المسلمین ہوں یعنی دنیا کی ابتداء سے اس کے آخر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسے اعلیٰ درجہ کا فنافی اللہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔

اس آیت میں ان نادان موحدوں کا رد ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلی ثابت نہیں اور ضعیف حدیثوں کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مجھ کو یونس بن متیٰ سے بھی زیادہ فضیلت دی جائے۔ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی وہ بطور انکسار اور تذلل ہے جو ہمیشہ ہمارے سید صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی ہر ایک بات کا ایک موقعہ اور محل ہوتا ہے۔ اگر کوئی صالح اپنے خط میں احقر عباد اللہ لکھے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ شخص درحقیقت تمام دنیا یہاں تک کہ بت پرستوں اور تمام فاسقوں سے بدتر ہے اور خود اقرار کرتا ہے کہ وہ احقر عباد اللہ ہے کس قدر نادانی اور شرارت نفس ہے۔

غور سے دیکھنا چاہئے کہ جس حالت میں اللہ جل شانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اول المسلمین رکھتا ہے اور تمام مطیعوں اور فرمانبرداروں کا سردار ٹھہراتا ہے اور سب سے پہلے امانت کو واپس دینے والا آنحضرت صلعم کو قرار دیتا ہے تو پھر کیا بعد اس کے کسی قرآن کریم کے ماننے والے کو گنجائش ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ میں کسی طرح جرح کر سکے خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں اسلام کے لئے کئی مراتب رکھ کر سب مدارج سے اعلیٰ درجہ وہی ٹھہرایا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو عنایت فرمایا۔ سبحان اللہ ما اعظم شانک یا رسول اللہ۔

موسیٰ و عیسیٰ ہمہ خیل تواند
جملہ دریں راہ طفیل تو اند

پھر بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ جلشانہٗ اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان کو کہدے کہ میری راہ جو ہے وہی راہ سیدھی ہے سو تم اسی کی پیروی کرو اور اور راہوں پر مت چلو۔ وہ تمہیں خدا تعالیٰ سے دور ڈال دیں گے۔ انکو کہدے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میرے پیچھے پیچھے چلنا اختیار کرو یعنی میرے طریق پر جو اسلام کی اعلیٰ حقیقت ہے قدم مارو تب خدا تعالیٰ تم سے بھی پیار کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے کہ میری راہ یہ ہے۔ کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کو سونپ دوں اور اپنے تئیں رب العالمین کے لئے خالص کر لوں یعنے اس میں فنا ہو کر جیسا کہ وہ، رب العالمین ہے میں خادم العالمین ہوں۔ اور ہمہ تن اسی کا اور اسی کی راہ کا ہو جاؤں۔ سو میں نے اپنا تمام وجود اور جو کچھ میرا تھا خدا تعالیٰ کا کر دیا ہے۔ اب کچھ بھی میرا نہیں جو کچھ میرا ہے وہ سب اس کا ہے۔"

([illegible] ۱۶۰-۱۶۵)

(۴) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں

"اس حسین کو ایک دفعہ ملنا ہمیشہ کی زندگی سے بہتر ہے۔ مجھے اس کے حسن کا علم ہے اس لئے اوروں نے تو صرف دل دیا ہے میں اپنی جان بھی قربان کرتا ہوں۔ اس کی صورت کی یاد ہر وقت بےخود کرتی ہے۔ اور اس کی محبت کی شراب ہر آن مجھے مست رکھتی ہے۔ اگر میرے پر ہوتے تو میں اڑ کر اس کی گلی میں پہنچتا..........."

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

فروری نوٹ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ بالا تحریروں کو جو شخص پڑھے گا بشرطیکہ تعصب اور عداوت کے تاریک بخارات نے اس کے دل و دماغ کو آلودہ نہ کر دیا ہو۔ بے اختیار کہہ اٹھے گا کہ

ان سے بڑھ کر محب رسول نہیں ہو سکتا

مجھے دکھ ہوتا ہے جب میں ان لوگوں کے اتہامات پڑھتا ہوں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جن کا شیوہ انصاف ہے۔ اور وہ کسی قوم سے دشمنی کے وقت بھی حق کو نہیں چھوڑتا لیکن حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی (نعوذ باللہ) ہتک کرتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسی برگزیدہ انسان نے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلال و جمال کو پیش کیا ہے

اور جو آپ کے عشق و محبت میں ہی اپنی حیات یقین کرتا ہے۔ اور جس نے صاف اور دیانتداری سے کہا کہ اس نے جو کچھ پایا دبستان محمدؐ ہی سے حاصل کیا ہے اور اسی کی غلامی نے اسے مسیح الزماں بنا دیا اس نے اپنی تصنیفات میں آپ کی مدح و ثنا میں وہ نغمے گائے ہیں جو حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اپنے محبوب کے لئے اکار نگ میں نہ گائے تھے۔ اور آپ نے فخر سے کہا

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

میں نے ان الزامات کے جواب کے لئے الحکم میں ایک خاص باب قائم کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی تحریریں یا تقریریں اس خصوص میں پیش کی جائیں گی تا کہ حقیقت نمایاں ہو مجھے افسوس ہے کہ معزز معاصر الفضل نے محامد خاتم النبیین کے لئے صرف چند سطریں مخصوص کی ہیں کم از کم ایک صفحہ اس غرض کے لئے مخصوص کیا جاوے۔

اس لئے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا قیام اسی ایک مقصد کے لئے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ارفع سے دنیا کو واقف کیا جائے ذیل میں میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک مضمون جو آج سے نصف صدی پیشتر لکھا گیا تھا شائع کر رہا ہوں۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اپنا نام نہیں دیا تھا۔ بلکہ ایک سنہ لکھ دیا تھا۔ مگر میں نے مناسب سمجھا کہ آج ناظرین الحکم کو اس سے واقف کرا دوں۔

(خالد غزنوی)

احمدی خواتین

مسلسل

سلکِ مروارید

۵

سلیمہ۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج نہیں ہوئی؟

فہمیدہ۔ ہاں معراج تو ہوئی اور ضرور ہوئی مگر تم جو معراج کی بابت یہ سمجھی ہوئی ہو کہ وہ آسمان پر اس جسم کے ساتھ جو کھانے پینے پیشاب پاخانے کی ضرورتوں کا محتاج ہے گئے تھے۔ تو آپا! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت ہی کو باطل ٹھیراتی ہو۔

سلیمہ۔ اوئی بہن توبہ کر خدا نہ کرے کہ میں آپ کو جھوٹا سمجھوں اس نگوڑے منہ میں خاک اور اوپر سے انگلے بھرے جائیں جو آپ کو جھوٹا کہے۔ اس کی زبان جل جائے اور کالا منہ اور نیلے ہاتھ پیر جو ایسا خیال دل میں کرے۔

فہمیدہ۔ آپا سلیمہ یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مانتی ہو۔ اور ان کا کلمہ پڑھتی ہو پر ان موے مولویوں کے کہنے سننے سے ایسے عقیدے ہو گئے ہیں کہ ان کو مانکر آپ کی نبوت پر دھبہ لگتا ہے۔ ان نگوڑے نادانوں نے بات کی حقیقت تو سمجھی ہی نہیں اور کچھ کا کچھ سیدھی بات کو گورکھ دھندا بنا دیا ہے۔ مثلاً یہی معراج کا مسئلہ ہے۔ میں سچ سچ کہتی ہوں اور تم کو بھی اگر ضد نہ ہوگی تو یہی ماننا پڑے گا کہ جس طرح یہ موے ملانے کہتے ہیں اس طرح مانیں تو گویا آپ کو معاذ اللہ جھوٹا نبی ہی کہنا پڑے گا۔

سلیمہ۔ اچھی بہن! وہ کیونکر؟

فہمیدہ۔ لو سنو! وہ اس طرح قرآن شریف میں ہے کہ جب مکہ کے نگوڑے ناسمجھ کافروں نے آپ سے یہ معجزہ مانگا تھا کہ ہم تجھ کو قبول کرلیں گے جب تو ہمارے سامنے اور پھر ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جائے اور ہمارے دیکھتے دیکھتے اُتر آوے تو آپ نے جواب دیا۔ تمھیں کچھ یاد ہے؟

سلیمہ۔ مجھے تو معلوم نہیں تمھیں بتاؤ میں تم سے سننا چاہتی ہوں

فہمیدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ اے میرے رسول ان سے کہدو کہ میرا رب اس سے پاک ہے کہ وہ اپنے قانون کو بدل دے اور میں تو صرف ایک رسول اور بشر ہوں۔ اب ایک کم فہم آدمی تو کہے گا کہ یہ کیا جواب ہے۔ حالانکہ جب آپ کو معراج ہو چکی تھی تو آپ جھٹ پٹ آسمان پر چڑھ جاتے اور پھر اتر آتے مگر بتاؤ اس جواب میں یہ تو نہیں کہا کہ اچھا لو دیکھو میں آسمان پر چڑھتا ہوں۔ بلکہ یہ کہا کہ میرا رب پاک ہے۔ یعنی اللہ میاں کی یہ عادت کبھی کسی رسول کے ساتھ نہیں ہوئی کہ اس کو اس خاکی جسم سمیت آسمان پر لے جاوے اور پھر آسمان سے اتارا ہو اگر اس نے پہلے کسی نبی کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہوتا تو میرے ساتھ بھی کرتا۔ اب غور کرو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کے جواب میں ایسا فرمانا صاف ظاہر نہیں کرتا کہ آسمان پر اس جسم کے ساتھ کوئی نہیں جاتا۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر صحابہ کا یہ مذہب ہوتا کہ حضرت عیسےٰ اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہیں تو کیا وہ بول نہ اٹھتے کہ حضور! یہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے تو پہلے فرمایا تھا کہ حضرت عیسٰی آسمان پر اسی جسم کے ساتھ گئے ہیں اور آپ نے ہی ہم کو معراج کا ذکر سنایا تھا۔ حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ صحابہ میں سے کوئی نہ بولا اگر ہم یہ اعتقاد کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی خاکی جسم سے آسمان پر گئے تھے اور عیسٰی بھی گئے تھے تو جاؤ موے نامراد کافروں کے اس سوال کے جواب میں قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا کہنا کیونکر صحیح ہوگا؟

سلیمہ۔ ہاں بے شک یہ تو سچ ہے لیکن آپ کو کیا معراج نہیں ہوئی؟

فہمیدہ۔ نہیں نہیں۔ معراج تو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ آپا تمھاری اکھڑپن کی باتیں نہیں جاتیں۔ حضور کا وہ جسم نوری تھا اور وہ عین بیداری میں معراج ہوئی ہے میں تمھیں سمجھا تو چکی ہوں کہ وہ معراج ابتک چلا جاتا ہے۔ وہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور نہ ختم ہو۔ اس کے جسم کے ساتھ آنا فانا ماننا اس کی اصل حقیقت کو بگاڑ دینا ہے۔ میں تمھیں ایک اور بات بھی سناتی ہوں کہ تمام صحابہ کا یہی مذہب تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات سے انکار کیا اور یہ انکار شدت محبت کی وجہ سے تھا۔ انھوں نے تلوار کھینچ لی اور کہا اگر کوئی کہے گا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر اتار دوں گا اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم یعنی محمد صرف اللہ کے رسول تھے سب وفات پا چکے۔ پس اگر محمد مر جاویں یا قتل کئے جاویں تو تم اسلام چھوڑ دو گے؟ تب عمر سمجھ گئے اور اپنی تلوار میان میں کرلی۔ اب دیکھو کہ اگر صحابہ میں سے کوئی ایک بھی حضرت عیسٰی کا آسمان پر جانا مانتا تو کیا وہ یہ کہتا کہ حضرت آپ یہ آیت کیوں پڑھتے ہیں۔ ابھی حضرت عیسےٰ تو زندہ ہی ہیں۔ مگر ایک نے بھی سوال نہ کیا اور چپ چاپ سنتے رہے۔

اس کے علاوہ قرآن شریف میں حضرت عیسےٰ کی وفات کے دلائل سے بھرا پڑا ہے۔ یہ صحیح نہیں کہ وہ آسمان پر گئے ہوں۔ اور بہن بھلا اگر وہ اسی جسم کے ساتھ گئے ہیں تو پھر قرآن شریف میں لکھا ہے ماجعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام یعنی نبیوں کے جسموں کو ہم نے ایسا نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔ شاید وہ اکیلے آسمان پر نہ ہوں گے ایک اچھا خاصہ لشکر ہوگا کیونکہ باورچی بھی چاہیئے درزی دھوبی سقہ خاک روب سب ہی ہوں تو کام چلے پھرتے اور لوگوں کو بھی آسمان پر لے جاؤ۔ اری بہن یہ تو بتلاؤ۔ کیا خدا ایسا ڈرپوک اور کمزور تھا کہ یہودیوں کے حملے سے بچانے کے لئے اس کو زمین پر جگہ نہ ملی اور دوسرے آسمان پر لے جائے بغیر دم ہی نہ آیا پہلے پر بھی نہ چھوڑا اور نہ ہی اپنے پاس عرش پر لے گیا۔ ادھر اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام نبیوں کے سردار تھے ان پر حملہ ہوا تو زمین پر ہی رکھا ان کو آسمان پر نہ اٹھا لیا اور حضرت عیسےٰ کو ایسا اٹھایا کہ ابتک بھی جبکہ یہودی تباہ ہو گئے ذلیل وخوار ہو گئے اُن کے ڈر سے نہیں اُتارتا۔ اوئی بہن خدا سے ڈرو یہ کیسی بیہودہ باتیں ہیں۔

سلیمہ۔ اچھی بہن! تم نے میرے ہوش بھلا دیے۔ آجتک تو یہی سنتے آئے تھے کہ وہ زندہ آسمان پر گئے مگر حقیقت میں تو یہ نہایت مکروہ مسئلہ ہے، خدا کی اس سے توہین رسول اللہ صلے اللہ وسلم کی اس سے ہتک خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی اس سے بے عزتی۔ ہے بہن اب تو رات بہت چلی گئی۔ نیند سے میں سناٹے سے آنے لگے ہیں اور انگڑائیاں پر انگڑائیاں آرہی ہیں۔ کل [illegible]

٭ حاشیہ:۔ آپا سلیمہ! لو تمھیں معراج کی اصل حقیقت سمجھاؤں۔ ذری سنبھل جاؤ۔ میں صدقہ اور قربان اپنے پیر و مرشد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آپ نے معراج کا مسئلہ یوں فرمایا کہ رسول اللہ کو جو معراج ہوئی مولویوں نے اس میں غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ آپ نہا دھو کر عطر پھلیل مل سرمہ کاجل لگا کنگھی پٹی کر کے براق پر سوار ہو بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کرتے وہاں کے عجائبات دیکھتے ہوئے آدم عیسٰی یحیٰ ادریس۔ یوسف۔ موسیٰ ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوئے عرش سے پرے اتر گئے اور اللہ میاں سے مصافحہ و معانقہ جا کیا۔ اور اللہ میاں نے فرمایا۔ تم اچھے ہو۔ تمھارے اہل وعیال دوست و آشنا سب خیر صلاح سے ہیں۔ آپ نے عرض کیا۔ ہاں باری تعالیٰ آپکے فضل وکرم سے ہر ایک دم شکر کے قابل ہے۔ پھر اللہ میاں نے فرمایا دور سے بڑی منزلیں طے کر کے آئے ہو بہشت و دوزخ کا نظارہ دیکھ کر واپس مکہ میں چلے جاؤ اور آرام کرو۔ بس بہن آپ جلد جلد سب کچھ دیکھ بھال کر واپس آ کر چارپائی پر لیٹ گئے۔ نہیں نہیں صحیح بات یہ ہے کہ معراج زینہ کو کہتے ہیں۔ وہ گویا عروج اور ترقی مدارج کی سیڑھی تھی۔ بس وہ عروج اور وہ ابتک ہر آن میں ترقی پر ہے اور یہ مدارج کا لا متناہی سلسلہ ہے خدائے تعالیٰ کی ذات کی بھی کوئی انتہا یا حد بست نہیں اور انسان کی ترقی اور قرب الٰہی کی بھی کوئی حد نہیں ہے اور وہ جو آپ کا نزول تھا وہ نزول بھی اور قسم کا تھا۔

جو سلسلہ تبلیغ ہدایت وارشاد کے لئے تھا۔ شہیدی نے خوب کہا ہے ؎

اُدھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق [illegible] شامل

[illegible] ہادی مرشد کا

کے صفحات

دکھانا میں سوچوں گی۔ فہمیدہ نے بڑی جدّوجہد کے بعد یہ کلمہ بہن کے مُنہ سے تو سنا تو بڑی خوشی پیدا ہوئی کہ الحمدللہ وہ یہاں تک تو پہونچی۔ اور آئندہ کو امید بندھ گئی۔

چونکہ رات زیادہ جا چکی تھی دونوں بہنیں اپنی اپنی چارپائی پر سو رہیں سلیمہ فہمیدہ کی نسبت زیادہ دین دار تھی اور فہمیدہ پہلے نماز میں بھی بڑی سست تھی اس لئے سلیمہ کو فہمیدہ کا پابند صلوٰۃ ہونا تعجب سا ہوتا تھا اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے بھی دیکھتی تھی۔ اس کا تعجب اور بھی بڑھ گیا تھا جب اس نے جاڑے کی راتوں میں رات کے ۲ بجے سے اٹھ کر تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا ان باتوں کو دیکھ کر وہ اپنے دل ہی دل میں اپنے پہلے خیالات کی بابت جو اُس نے مرزا صاحب کی بابت سُنتے ہوئے تھے شک میں پڑ گئی اور آج رات بھی اسی اُدھیڑ بن میں رہی اور اپنے بستر پر آرام کیا۔

تیسرا باب

علم النساء سے مکالمہ

فجر کی نماز کے لئے علم النساء سب سے پہلے اُٹھ بیٹھی تھی اور وہ نماز سے فارغ ہو کر اپنے وظیفہ میں جو استغفار اور درود شریف تھا مصروف ہو گئی۔ جب سورج نکل آیا تو اُسنے اپنا قرآن شریف نکالا جو دہلی کا چھپا ہوا اور بہت ہی جلی قلم سے لکھا ہوا تھا۔ اتفاق سے اس کی آج کی تلاوت میں سورۂ نور تھی چنانچہ اپنے طور پر وہ اس کی تلاوت کرتی رہی ادہر دونوں بہنیں فہمیدہ اور سلیمہ بھی نماز سے فارغ ہو چکی تھیں۔ فہمیدہ تو قرآن شریف کی تلاوت کر کے باورچی خانے کی طرف چلی گئی سلیمہ بیٹھی ہوئی قرآن شریف پڑھ رہی تھی اور سورۂ آل عمران کی اُن آیتوں کو جن میں حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے باربار سوچتی تھی۔ یہ ابھی تلاوت کر رہی تھی کہ دادی نے آواز دی

دادی۔ بیٹی سلیمہ سلیمہ

سلیمہ۔ جی! حاضر ہوئی۔ یہ کہہ کر سلیمہ اٹھی اور سلام کر کے دادی کے پاس ہی مصلے پر جا بیٹھی۔

دادی۔ کہو بیٹا۔ رات تو تم اپنی بہن سے بڑی دیر تک باتیں کرتی رہی تھیں۔ بعض وقت تمھاری آواز بڑی اونچی ہو جاتی تھی۔

سلیمہ۔ خالہ اماں کچھ مرزا صاحب قادیانی کا ذکر شروع ہو گیا اس پر بات لمبی ہو گئی۔ بہن فہمیدہ نے تو بچپن [illegible] اگر باپ دادا کی سنی سنائی باتوں اور اپنی پڑھی ہوئی کتابوں پر عمل کروں تو آپا کو جھوٹا کہنا پڑتا ہے لیکن اگر انصاف میں لیکر ان باتوں پر غور کیا جائے جو آپا نے سنائیں تو پھر ان ساری تفسیروں کو چھوڑنا پڑتا ہے، کیا کہوں کچھ سمجھ میں تو آتا نہیں۔

دادی۔ بیٹی بات کیا تھی مجھ کو بھی تو کچھ معلوم ہو۔

سلیمہ۔ خالہ جی! بات تو کچھ ایسی بڑی ہے بھی اور نہیں بھی، بات تو صرف یہ تھی۔

آپا کہتی تھی حضرت عیسیٰ مر گئے جس طرح اور نبی مر گئے۔ میں نے کہا نہیں وہ زندہ آسمان پر گئے ہیں اسپر آپا نے قرآن کی آیتیں سنائیں اور مجھے لاجواب کر دیا۔

دادی۔ بیٹا جب تم لاجواب ہو گئی تھیں تو مان لیا ہوتا۔

سلیمہ۔ مان لینے ہی میں کچھ تردد سا ہو رہا ہے۔ جواب تو مجھے آتا نہیں دل ماننے کو چاہتا نہیں کروں تو کیا کروں۔؟

دادی۔ میں تمھیں اس کا علاج بتاتی ہوں۔ استغفار پڑھو شیطان موئے نے اثر کیا ہوا ہے، بیٹی میں تمھارے صدقہ ہم بھی تو تمھاری طرح ایسا ہی مانتے تھے مگر خدا بھلا کرے دونوں جہان میں مولوی انصاف علی صاحب کا جنھوں نے میرے داماد کو سمجھایا اور سمجھایا بھی ایسا کہ اس کی زندگی کو بدل دیا۔ اس کے ذریعہ ہم کو بھی اللہ میاں نے یہ نور بخشا اور پھر ہم تو کوئی آٹھ دن وہاں جا کر رہے اور ان کی باتیں سنیں، بیٹی میں اس کو کرامت کہوں معجزہ کہوں صاف مانتی ہوں، میرا داماد انشاء اللہ اس کی عمر میں برکت دے جب علی گڑھ سے آیا تھا کچھ اسکا مزاج ہی اور طرح کا ہو گیا تھا، سارا گھر اس سے پناہ مانگتا تھا مگر اب وہی داماد ہے جب سے اس نے حضرت امام موعود کی بیعت کی ہے پکا مسلمان ہو گیا ہے نماز روزہ پر ٹھٹھا کیا کرتا تھا اب تہجد اور اشراق تک قضا نہیں کرتا اور ہر مہینے میں ۳ روزے رکھتا ہے۔

سلیمہ۔ ہاں میں نے بہن فہمیدہ سے یہ ساری باتیں سنی ہیں یہ تو بڑی پر تاثیر باتیں ہیں۔ جب تک کسی شخص میں خود پاکیزگی کی بہت بڑی طاقت نہ ہو وہ دوسروں کو پاک کب کر سکتا ہے خصوصاً پوتڑوں کے بگڑے ہوؤں کو۔

دادی۔ رات جو تم مجھ سے کچھ پوچھنا [illegible]

سلیمہ۔ بہت اچھا! پہلی بات تو یہ ہے کہ جب اصغر نے ۴ کا عدد کہا تو آپ نے اپنی نئی گنتی میں یہ بات کہی تھی کہ مسیح موعود کا چوتھا بیٹا ایک نشان ہے اسکا کیا مطلب ہے؟

دادی۔ ذرا قصہ طلب بات ہے اتنا تو تم کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے سارے کنبے نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو (میں صدقہ جاؤں اُن کے نام پاک کے) مسیح موعود و امام مہدی معہود مان لیا ہے اور ہم جب کبھی امام صاحب یا مسیح موعود یا حضرت اقدس یا حضرت صاحب کہتے ہیں تو اس سے ہماری مراد آپ سے ہوتی ہے۔ حضرت اقدس نے بہت سی پیشگوئیاں کی ہیں جو پوری ہوتی رہی ہیں منجملہ ان پیشگوئیوں کے آپ نے ایک پیشگوئی کی تھی کہ عبدالحق نہیں مرے گا جب تک وہ چوتھے لڑکے کو نہ دیکھ لے۔ سو یہ چوتھا مبارک لڑکا خدا کے فضل و کرم سے پیدا ہو گیا اور عبدالحق ابھی زندہ ہے اور اس نے اس خبر کو سُن لیا۔ اب کئی برس پہلے خبر دینا کہ ایک لڑکا ہوگا اور پھر ایک شخص کے اس وقت تک زندہ رہنے کی پیشگوئی کرنا بغیر خدا کے بتائے کون کر سکتا ہے۔

سلیمہ۔ میں نے سُنا ہے کہ اُن کی کئی پیشگوئیاں غلط نکلی ہیں۔

دادی۔ بیٹی تم نے غلط سنا ہے تم ایک کا ہی نام لو جو غلط نکلی ہو۔

سلیمہ۔ اچھا پہلے یہ تو بتاؤ۔ موا عبدالحق کون ہے اور اس کو کیوں خطاب کیا۔

دادی۔ یہ نگوڑا عبدالحق ایک غزنوی پٹھان یا اس کے علاقہ کا رہنے والا ہے اس کے استاد مولوی عبداللہ صاحب مرحوم عمل بالحدیث کی وجہ سے اپنے ملک کے ظالم مولویوں کے ہاتھ سے ستائے گئے۔ یہاں تک کہ ان کو نا خدا ترسوں نے اپنے ملک سے نکلوا دیا۔ مولوی صاحب اپنی عمر کے اخیر حصے میں امرت سر رہے اور اس وقت وہاں ان کی اولاد آباد ہے اور غزنویوں کی مسجد مشہور ہے۔ یہ عبدالحق بھی ان کا شاگرد ہے۔

ابتدا میں جب ابھی حضرت اقدس نے کوئی دعویٰ نہ کیا تھا اور نہ کسی کو معلوم تھا کہ یہ شخص مامور ہوگا اس وقت مولوی عبداللہ صاحب نے ایک رویا دیکھی تھی کہ قادیان کی طرف ایک نور نازل ہوا مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔ اس کشف کا بیان کرنے والا ایک شخص حافظ محمد یوسف نام ایک ضلع دار نہر ہے جو مولوی صاحب کے بھائی منشی محمد یعقوب نے حضرت اقدس کو اللہ بخشے مولوی عبداللہ صاحب کی ایک پیشگوئی بمقام ہوشیارپور سنائی تھی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا۔ کہ میرے بعد وہ ایک عظیم الشان کام کیلئے مامور کئے جائیں گے۔ یہ موا عبدالحق اس بزرگ کا شاگرد ہے اور اُن کی پیشگوئی کے مطابق ہمارا دیانی نور سے اللہ بخشے مولوی عبداللہ صاحب کی صلبی اولاد کی طرح محروم و بےنصیب ہے۔

حضرت اقدس کی کتاب براہین احمدیہ شائع ہوئی تو میں نے سنا یہی موا...... عبدالحق بدنصیب......... اس کتاب کے مصنف کی طفیل سے دعائیں مانگا کرتا تھا۔ اور براہین احمدیہ میں جو ایک مثنوی ہے اس کے چند شعر یہ ہیں:۔

اے خدا اے چارۂ آزار ما
اے علاجِ گریہ ہائے زار ما
اے تو مرہم بخشِ جانِ ریشِ ما
اے تو دلدارِ دلِ غم کیشِ ما
از کرم بردا شتی ہر بار ما
وز تو ہر بار و بر اشجار ما
بندۂ درماندہ باشد دل تپاں
ناگہاں درماں برآری از میاں
عاجزی را ظلمتے گیرد براہ
ناگہاں آری بر و صد مہر و ماہ
حسن و خوبی دلبری بر تو تمام
صحبتے بعد از لقائے تو حرام
ہر کسے چوں مہربانی می کنی
از زمینی آسمانی می کنی
خود کنی و خود کنانی کار را
خود دہی رونق تو آں بازار را
خود نشینی از پئے تائید او
روئے تو یا داو قند از دید تو

یہ ایک مثنوی لمبی ہے جس کو یہ کمبخت بدنصیب عبدالحق رو رو کر پڑھا کرتا تھا۔

علم النساء نے جب یہ شعر جھوم جھوم کر پڑھے تو خود بھی ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے ان اشعار میں کچھ ایسی کشش مقناطیسی اور رقت تھی کہ سلیمہ کا دل بھر آیا اور کہا کہ خالہ ان شعروں کو پھر پڑھنا۔ سبحان اللہ ان میں کیسی توحید اور معرفت اور تاثیر بھر رہی ہے۔ میرا تو دل بس کیا کہوں اندر ہی اندر ان کو سنکر پگھل رہا ہے یہ کسی معمولی انسان کا شاعرانہ کلام نہیں بلکہ یہ تو کامل بصیرت کا معرفت ...

نونہالانِ احمدیہ کا صفحہ

ہمارا خُدا

مسلمانوں کا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ دُکھ اٹھانے اور مَرنے سے پاک ہے وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے وہ کسی چیز کی مانند نہیں وہ اپنی شان اور مثل کا اکیلا آپ ہی ہے ہر چیز پر اس کی حکومت ہے۔ کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس کی ذات عالم الغیب ہے وہ اپنے خاص بندوں سے کلام بھی کرتا ہے اُس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں عبادت کے لائق اسی کی ذات ہے۔ وہ کل عیبوں سے پاک ہے۔ اس کی ذات اور صفات میں اس کا کوئی ساتھی نہیں۔ اُسی کے لئے عزت عظمت اور بزرگی ہے۔ وہ زبردست اور قدرت والی ہستی ہے۔ وہ مہربان کریم رحمٰن اور غفور الرحیم خدا ہے۔ وہی تمام بندوں کو رزق پہونچاتا ہے۔ جاندار اور بے جان سب کا مالک و رازق ہے۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ قیامت کے دن بھی وہی زندہ کرے گا۔ جنت اور دوزخ کا بھی وہی مالک ہے۔ وہی قصور واروں کا قصور بخشتا ہے۔ وہی غرور کرنے والوں کو سزا دیتا ہے وہی نیک بناتا ہے اور ہدایت دیتا ہے۔ وہ ایک ہے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان اپنے اندر جس قسم کی تبدیلی پیدا کرتا ہے خدا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔ انسان اگر نیکی کی طرف دوڑتے ہیں تو وہ بھی اپنی اعلیٰ صفات کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ہمیشہ رحم ہی کرتا ہے۔ پس اس رب العالمین خدا پر ایمان لاؤ۔ اور اسی رحمان رحیم خدا سے مدد مانگو اور اس کی رضا مندی کو تمام باتوں پر مقدم رکھو۔ اور اس کو اپنے تمام عزیزوں سے زیادہ عزیز جانو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر ظاہر ہو اور تمھاری سب مرادیں پوری ہوں۔

انعام پانے والے

کُل درست حل ۳۶ موصول ہوئے۔ قرعہ اندازی سے ۳ کتابیں ان بچوں کے نام نکلیں (۱) سید عبد الباسط معرفت جناب سید زمان علی شاہ صاحب ٹیچر ڈی بی ہائی اسکول سمندری ضلع لائل پور (۲) نثار احمد معرفت جناب عبد الرحمٰن صاحب ہیڈ ماسٹر ایم بی پرائمری اسکول کیمبل پور (۳) طاہرہ نسرین معرفت جناب مرزا نثار احمد صاحب فاروقی محلہ ناظر طاہر وردی پشاور

ایک غلطی والے۔ کل حل ۱۲ موصول ہوئے اور قرعہ اندازی سے مندرجہ ذیل نام نکلے (۱) بشارت احمد احمدی مکان نمبر ۱۳۶ تھانہ بازار عارف والا (۲) شیخ حمی الاسلام نسیم معرفت جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب مقرب ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول سانگلہ ہل (۳) رشید الدین معرفت جناب ڈاکٹر لال دین صاحب مرزا کر ہیڈ ضلع سیالکوٹ

نتیجہ انعامی کھیل بابت شمارہ ۲۱/۲۸ جولائی

انعامی کھیل میں حصہ لینے والے

(۱) حمیدہ بیگم (۲) خیر النساء قمر (۳) منیر الدین (۴) محمد کریم الدین (۵) عبد العزیز احمدی (۶) مبشر احمد (۷) ملک محمد دین (۸) ضیاء الدین (۹) رشید الدین (۱۰) مظفر الدین (۱۱) بشیر احمد (۱۲) بشارت احمد احمدی (۱۳) رحمن الاسلام نسیم (۱۴) عبد الکریم (۱۵) محمد طیب خاں (۱۶) ایم ایس ارشد خاں (۱۷) بشیر احمد (۱۸) نثار احمد (۱۹) لطیف احمد ڈار (۲۰) سید عبد الباسط (۲۱) کلثوم مسرور (۲۲) امۃ الحی (۲۳) فضل الرحمٰن طائر (۲۴) عبد الحمید (۲۵) سعید احمد (۲۶) چوہدری بشیر احمد (۲۷) لئیق احمد (۲۸) صادقہ بیگم (۲۹) عارفہ کوثر (۳۰) امۃ الباسط (۳۱) حمید احمد خاں (۳۲) محمد راشد (۳۳) بشریٰ بیگم (۳۴) صلاح الدین احمد (۳۵) عبد الرؤف راحت (۳۶) ثریا جبیں قمر (۳۷) عابد علی عابد (۳۸) چوہدری حامد علی (۳۹) خدیجہ ناصرہ (۴۰) خورشید احمد (۴۱) ناصر الدین تسنیم (۴۲) عبد الرشید جہتہ (۴۳) ثریا جہتہ (۴۴) نجمہ جہتہ (۴۵) عبد السمیع جہتہ (۴۶) ذکاء الحق (۴۷) احسان الحق (۴۸) محمد رفیق (۴۹) نصر اللہ خاں (۵۰) کریم اللہ عبد زیروی (۵۱) چوہدری محمد حسین (۵۲) طالب حسین خاں (۵۳) محمودہ بیگم (۵۴) سلیم احمد ذکاء (۵۵) فیروز الدین (۵۶) طاہرہ نسرین۔

ایک چھوٹی بچی کی دعا

یعنی بنت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ سول سرجن مرحوم مغفور

الٰہی مجھے سیدھا رستہ بتا دے — مری زندگی پاک و طیب بنا دے
مجھے دین و دنیا کی خوبی عطا کر — ہر اک درد اور دُکھ سے مجھکو شفا دے
زباں پر مری جھوٹ آئے نہ ہرگز — کچھ ایسا سبق راستی کا پڑھا دے
لگا ہوں سے نفرت بدی سے علاوت — ہمیشہ رہیں دل میں اچھے ارادے
ہر اک کی کروں خدمت اور خیر خواہی — جو دیکھے وہ خوش ہو کے مجھکو دعا دے
بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پہ شفقت — سراسر محبت کی پتلی بنا دے
بنوں نیک اور دوسروں کو بناؤں — مجھے دین کا علم اتنا سکھا دے
خوشی تیری ہو جائے مقصود میرا — کچھ ایسی لگن دل میں میرے لگا دے
جو بہنیں ہیں میری و یا ہیں سہیلی — یہی رنگ نیکی کا سب پر چڑھا دے
غنا دے، سخا دے، حیا دے، وفا دے — ہدیٰ دے، تقیٰ دے، بقا دے، رضا دے

مرا نام ابا نے رکھا ہے مریم!
خدایا تو صدیقہ مجھکو بنا دے!

آمین

الحکم کا دوسرا خاص نمبر

شیر علی رضؓ نمبر

گذشتہ پرچوں میں اعلان کیا جا چکا ہے کہ الحکم حضرت مولانا شیر علی رضی اللہ عنہ کے نام سے

ایک خاص نمبر شائع کرنے کا

عزم کر چکا ہے۔ حضرت مولانا شیر علی رضی اللہ عنہ کا مقام جماعت احمدیہ میں بہت بلند مقام ہے انھوں نے سلسلہ کی جو خدمات کی ہیں میں ایک کامل یقین اور بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس وقت تک سب سے آگے ہیں۔

ایسے بزرگوں کے کارناموں کو جماعت میں پھیلانا جماعت کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا ذریعہ ہے اور غیروں میں ان کے نمونے کو پیش کرنا احمدیت کی ان روحانی تاثیرات اور اخلاقی انقلابا کا ایک دائمی مظاہرہ ہوگا۔ میں امید کرتا تھا کہ تعلیم الاسلام (مادر تعلیم جماعت) کے چشمۂ فیض سے سیراب شدہ نوجوان جن میں سے بعض بڑے بڑے عہدوں پر متمکن اور بڑی تجارتوں اور جائدادوں کے مالک ہیں

اپنے اس محسن کی بہترین یادگار کے لئے قدم اٹھائینگے اور انکے نیک کام کو زندہ رکھنے کے لئے وہ ہر ممکن قربانی کرینگے مگر مجھے افسوس ہوا کہ ان کی وفات کے بعد ہم نے ان کو نسیاً منسیاً عملاً کر دیا گویا جو حیات جاودانی انھوں نے پائی ہے اور جس علمی ایثار و قربانی کا ثبوت انھوں نے دیا ہے اس پر فنا کا ہاتھ نہیں پہونچ سکتا مگر سوال یہ ہے کہ ہم نے ان کے نیک اور بہترین کام کے اعلائے عام کے لئے کیا قدم اٹھایا۔ میں اپنی ہمت و استطاعت کے موافق اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں اور فرشتہ سیرت انسان کے علمی کارناموں اور خدمات کو

الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ محفوظ کرنا چاہتا ہوں

میری ہمت اور طاقت سے یہ بڑھ کر ہے مگر خدائے قدیر و قوی کے فضل اور رحم سے کوئی مشکل مشکل نہیں رہ سکتی۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ نمبر دس ہزار شائع ہو۔ میں دیکھوں گا اور واقعات اس کا ثبوت دیں گے کہ وہ لوگ جنھوں نے تعلیم الاسلام کی چھاتیوں سے

حضرت شیر علی رضی اللہ عنہ کی تربیت و تعلیم کا دودھ پیا ہے

وہ اپنے اس تعلیمی باپ کے احترام میں کیا قربانی کرتے ہیں۔ میں فرزندان تعلیم الاسلام سے چاہتا ہوں کہ

۱۔ وہ اپنے اس محسن تعلیم و تربیت کی زندگی کے ان تاثرات اور واقعات کو لکھ کر بھیجیں جو انھوں نے دیکھے اور حاصل کئے۔

۲۔ ان کے پاس حضرت شیر علی کا کوئی خط یا تحریر ہو وہ اصل بذریعہ رجسٹری بھیجیں تاکہ اس کے بلاک بنا کر شائع کئے جائیں۔

۳۔ وہ اس نمبر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ ہندوستان پاکستان کے تمام سکولوں میں اس کی ایک ایک کاپی سکول لائبریری میں بھیجی جاوے۔ اگر اس پروگرام کو دیکھا جاوے تو دس ہزار بھی کافی نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ کاغذ اور سیاہی کی قیمت کے اندازے کیا کرتے ہیں وہ ازراہ کرم میرے پاس کوئی درخواست نہ کریں مجھے ان کی ضرورت نہیں اور نہ تجارت اور خرید و فروخت کے خیال سے یہ کام کیا جائے گا۔ میرے مخاطب صرف اور صرف وہ لوگ ہیں جو ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے فلسفہ کو سمجھتے ہیں۔ یہ معمولی نمبر نہ ہوگا ممکن ہے کم از کم دو سو صفحوں تک پہونچ جاوے۔

حضرت مولانا شیر علی کے ذریعہ تعلیم و تربیت ہی کا فیض لوگوں نے نہیں پایا قرآن مجید کے ترجمہ کے لئے جس محنت شاقہ کو انھوں نے برداشت کیا اور جماعت کے نظم و نسق کے لئے بہ حیثیت امیر یا ناظر کے مختلف حیثیات میں جو کام کیا ہے وہ بجائے خود ایک تاریخ ہے اور یہ مواد انشاء اللہ اس نمبر میں آجائیں گے۔ یہ دنوں کا کام نہیں مہینوں کا کام ہے اور اس کے لئے بہت بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں کہ کس دل میں یہ جوش پیدا ہوتا ہے کہ وہ اس نمبر کی کتابت یا طباعت یا کاغذ یا بالکل غرض کسی ایک مد کے لئے وہ کھل جاوے۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم عیدگاہ روڈ کراچی ۱ کے پتہ پر اور مضامین ہر قسم عرفانی الکبیر الہ دین بلڈنگ سکندرآباد (دکن) کے پتہ سے بذریعہ رجسٹری بھیجیں۔ کسی قسم کی رقوم اس نمبر کے متعلق ابھی بھیجنے کی ضرورت نہیں جب باقاعدہ کام شروع ہو جائے گا انشاء اللہ اعلان کر دونگا اللہ تعالیٰ ہر اس بندہ پر رحم کرے جو میری بات سنے۔ خاکسار عرفانی الکبیر۔ از سکندرآباد (دکن)

سیرۃ مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل و اخلاق سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدائے تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے وہ انکے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں اس لئے کہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اور آپ کے کیرکٹر کی اعلیٰ شان حاصل کریں تو "سیرۃ مسیح موعودؑ" کا مطالعہ ضروری ہے جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات آپ کے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے اور سعادت مند اور شریف الطبع جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔

(۱) حیات احمد (حضرۃ مسیح موعودؑ) کی ۴۰ سالہ ابتدائی زندگی کے حالات حصہ اول، دوم، سوم، چہارم قیمت للعہ

(۲) سیرۃ مسیح موعود کے حصہ دوم و سوم............ قیمت فی حصہ ۸ؔ

(۳) مکتوبات۔ جلد اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ پنجم کے ۱۴ نمبر ہر ایک کی قیمت............ عہ

(۴) سیرۃ مسیح موعود آپ کی دعاؤں کے آئینہ میں............ قیمت ۸ؔ

صرف ۳۰ کاپیاں باقی ہیں

ایک مجلس مشاورت کے موقع پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا

یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش نہ رکھتا ہو۔

اگر شیخ صاحب کی زندگی میں یہ کام نہ ہوا تو

دس کروڑ روپے

صرف کر کے بھی اس کو پورا نہ کر سکیں گے

آپ نے جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا

وہ اسٹاک کو جو موجود ہے خرید لیں تاکہ کام برابر جاری رہ سکے

سیرۃ حضرت ام المومنین

جانرھا یطول اللہ متعنا

یہ ایسی کتاب ہے جو ہر گھر میں پڑھی جانی چاہیئے۔ حضرت ام المومنین کی سیرۃ عملی رنگ میں ایک بہشتی زندگی پیدا کر دے گی۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ایک سعادت مند بیٹی ایک مشفق بہن اور ایک وفادار بیوی اور اولاد کے حق میں ہر رحمت ماں کا طرز عمل کیا ہوتا ہے۔ یہ کتاب ایک آیۃ اللہ کی زندگی کا نقشہ ہے۔ چونکہ یہ ایک بیوہ اور یتیمی کی ملکیت ہے اس میں کوئی رعایت نہیں اس کی اشاعت یتامیٰ کی خبرگیری اور بیوہ کی ہمدردی کا اجر بھی دیگی۔ الحسنات ۱۱، اللہ کی ہر مجلس کم از کم دو کاپیاں خریدے۔ ہر دو حصہ کی قیمت چھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ ضخامت ایکہزار صفحات

یہ کتاب راست جمیلہ پروین عرفانی بنت محمود عرفانی مرحوم سے دفتر الحکم عیدگاہ روڈ کراچی ۱ کے پتہ سے ملیگی

ہفتہ وار اخبار الحکم کراچی۔ رجسٹرڈ نمبر ایس ۳۸۹

306

بخدمت جناب مکرم

(ایس خالد عرفانی پرنٹر و پبلشر نے کلیم پریس لارنس روڈ کراچی سے چھپوا کر عیدگاہ روڈ کراچی ۱ سے شائع کیا)